بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ (القرآن)

مروان اور یزید پر تحقیقی نظر

(بجواب حضرت مروان اور حضرت یزید)

مصنّف

محمد یوسف بابا

سیکریٹری تحریک صوت الاولیاء، جموں وکشمیر

تقدیم: **مولانا عبد الرشید داؤدی**

امیر اعلیٰ تحریکِ صوت الاولیاء، جموں وکشمیر

تقریظ: **حضرت علامہ اسد اللہ مصباحی صاحب**

چیف ایڈیٹر ماہ نامہ صوت الاولیاء

ناشر:

مکتبہ صوت الاولیاء، باغِ نوگام اسلام آباد، کشمیر

MAKTABA SOUTUL AULIYA

Bagi nowgam, Ashaji pora, Anantnag,

J & K - 192101

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ}

نام کتاب	:	مروان اور یزید پر تحقیقی نظر
مصنّف	:	محمد یوسف بابا(09419455077)
کمپوزنگ	:	محمد زبیر قادری (09867934085)
اشاعت اوّل	:	۱۴۳۴ ہجری/ ۲۰۱۳ء
ناشر	:	مکتبہ صوت الاولیاء، باغِ نوگام اسلام آباد، کشمیر
زیر اہتمام	:	تحریک صوت الاولیاء، جموں وکشمیر
ملنے کا پتہ	:	مرکزی اِدارہ صوت الاولیاء، باغِ نوگام اسلام آباد، کشمیر

Book Name: Marwaan aur Yazeed par Tahqeeqi Nazar

Author: Muhammad Yusuf Baba

Published by: Maktaba Soutul Auliya, Anantnag, J & K

I.T DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

فہرست

تقریظ: علامہ اسداللہ مصباحی صاحب

تقدیم۔ از مولانا عبدالرشید داؤدی

عرضِ مصنف

مروان پر ایک تحقیقی نظر

مروان کی تاریخ پیدائش

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مروان

کیا مروان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی؟

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا مروان کی اقتدا میں نماز پڑھنا

فسّاق وفجّار اور باغیوں کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے متعلق احادیث وآثار

فقہائے مالکیہ کا موقف

فقہائے شافعیہ کا موقف

فقہائے حنبلیہ کا موقف

فقہائے حنفیہ کا موقف

انتباہ

مروان بحیثیت میر منشی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا گستاخ کون؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قول وفعل حجت نہیں؟

غیر مقلدین اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان

غیر مقلدوں کا عقیدہ صحابہ میں کچھ لوگ فاسق تھے

اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین

مروان کے خط پر تحقیقی نظر

جلا وطنی کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں

کیا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام آزر کے بیٹے تھے؟

الحکم احادیث کی روشنی میں

مروان احادیث کی روشنی میں

مروان کا ولید کو قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مشورہ دینا

مروان کا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر شتم کرنا

مروان کا صحابہ میں منافرت پھیلانا

مروان کی بغاوت

مروان کی عبرت ناک موت

مروان کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مولانا محمود الحسن دیوبندی کا فتویٰ

مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ

یزید پر ایک تحقیقی نظر

یزید حافظ ابنِ کثیر کی نظر میں

یزید اور احادیثِ کریمہ

عبدالرؤف گلاب کا سب سے بڑا حربہ حدیثِ قسطنطنیہ

کیا یزید اوّل جیش میں شریک تھا؟

کیا یزید غزوۂ قسطنطنیہ میں بخوشی ورضا شریک ہوا؟

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

کیا یزید واحد تابعی جنتی ہے؟

حدیثِ قسطنطنیہ اور وحید الزماں حیدر آبادی

حدیثِ قسطنطنیہ اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

یزید مولانا حسین احمد مدنی کی نظر میں

حضرت مغیرہ بن شعبہ اور یزید کی ولی عہدی

جامعہ سلفیہ کے مفتی کا فتویٰ

کیا پوری اُمتِ مسلمہ نے یزید کی بیعت کی تھی؟

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی آخری رائے یزید کے بارے میں

یزید کا خط حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے نام

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا سرزنش نامہ بنام یزید پلید

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نظریہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا مسئلہ وحید الزماں کی نظر میں

محمد بن حنیفہ کی طرف سے یزید کی صفائی۔ حقیقت کیا ہے؟

شہادتِ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابنِ کثیر

کیا واقعۂ کربلا کے بعد ساداتِ علوی کی رشتے داریاں بنواُمیہ سے ہوئی تھیں؟

یزید کے متعلق اس کے ہم عصروں کا بیان

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ

حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

ابنِ زیاد

یزید کے بارے میں اس کے اپنے بیٹے کی شہادت

یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر سزا

یزید کی شخصیت علما کی نظر میں

امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ الکیا الہراسی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالحئی فرنگی محلّی لکھنوی

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

صدر الافاضل علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اشرف علی تھانوی

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

مولانا رشید احمد گنگوہی
مولانا قاری محمد طیب
مولانا علی میاں ندوی
پروفیسر محسن عثمانی ندوی
مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی
یزید علمائے غیر مقلدین کی نظر میں
ابنِ تیمیہ کا فتویٰ یزید کے بارے میں
نواب صدیق حسن بھوپالی کی نظر میں یزید
یزید حافظ صلاح الدین یوسف کی نظر میں
یزید مولانا وحید الزماں حیدر آبادی کی نظر میں
یزید کا انجام
یزید بندر کے کاٹنے سے ہلاک ہوگیا
یزید کا انجام حافظ ابن کثیر کے قلم کی زبانی

تقدیم

از: **مولانا عبدالرشید داؤدی**
امیر اعلیٰ تحریک صوت الاولیاء، جموں وکشمیر

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید

تاریخ عالم میں جتنی بھی جنگیں (Wars) ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں ایک نہ ایک دن اُن کا خاتمہ ضروری ہے مگر ایک جنگ ایسی ہے جب سے شروع ہوئی کبھی ختم نہ ہوئی اور نہ قیامت تک ختم ہوسکتی ہے۔ یہ جنگ ہر دَور اور ہر زمانے میں ہوتی رہی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ البتہ ایک بات ہے کہ اس جنگ کی فوج، کمانڈر، میدانِ جنگ، طریقِ جنگ میں تبدیلی ہوتی رہی۔ مگر جنگ جاری رہی اور قیامت تک جاری رہے گی۔ کبھی یہ جنگ حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے درمیان ہوئی۔ کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود، کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور کبھی سرورِ کائنات ﷺ اور ابوجہل کے درمیان یہ جنگ ہوئی اور اس جنگ میں فتح ہمیشہ حق کی ہوئی۔ یہ حق و باطل کی جنگ کربلا کے میدان میں ہوئی۔ حق کا پرچم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک میں تھا اور باطل یزید پلید کے ساتھ تھا۔ گویا پرچمِ حقانیت کے عَلَم بردار اور افواجِ حق کے سپہ سالار حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تھے اور باطل پرستوں کی کمان یزید پلید کے ہاتھوں میں تھی۔

مگر افسوس کا مقام ہے کہ چند برسوں سے غیر مقلدین کے واعظ اور قلم کار واقعۂ کربلا کی اہمیت کو کم کرنے اور اس کی واقعی اہمیت کو گھٹا کر دکھانے اور یزید کے کردار کو بلند و بالا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے افرادِ خاندان کی کامیاب تربیت نہیں کی تھی۔

یزید پلید کی کردار سازی اور اسے حاکمِ برحق قرار دینا درحقیقت ملتِ اسلامیہ کے

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

دلوں سے اسلام اور اہلِ بیت کی محبت وعظمت کو نکالنے کی کوشش کرنا ہے۔ اور جو لوگ یزید کے اعمال کی تاویل کرتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع کرتے ہیں اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ان صحابہ کرام کے قتل سے بھی راضی ہیں جو کعبۃ اللہ میں پناہ لیے ہوئے تھے اور یزید کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی یزید کی مخالفت میں صف آرا ہوئے۔ اب کوئی شخص ان کے عمل کو غلط کہے اور ان کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جابر حکومت کے فوجیوں کو برسرِ حق سمجھے اور یزید کی کردار سازی کرے تو یہ تاریخ اسلام پر شب خون مارنا ہے۔

بدنام زمانہ سلمان رشدی نے کھلے بندوں وار کیا تھا اور کھل کر دشمن کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آیا تھا اور تمام مسلمانوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا اور دشمنانِ دین نے اس کی پشت پناہی کی اور آج بھی کر رہے ہیں۔ لیکن تحقیق کے نام پر اہلِ بیت کی شان گھٹانے والے اس سے زیادہ خطرناک ہیں۔

پیش نظر کتاب میں عزیز القدر مولانا محمد یوسف بابا سیکریٹری تحریک صوت الاولیاء نے ان نام نہاد محققوں کی دھجیاں اُڑا کر تحقیق کا حق ادا کیا اور مروان و یزید کا اصلی کردار مستند اور معتبر کتابوں کے دلائل سے بیان کیا۔ اللہ عزوجل زورِ قلم اور عطا کرے۔

مولانا عبدالرشید داؤدی

امیر اعلیٰ تحریک صوت الاولیاء

عرضِ مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ

صحت مند ذہن ایسے پاکباز اور پارسا لوگوں کا گرویدہ ہوتا ہے جن کی زندگی کا مقصد اعلیٰ اور جن کا وجود منبع خیرات و برکات ہوتا ہے۔ جو خود غرضی، انانیت اور حرص ولالچ وغیرہ رذائل سے پاک ہوتا ہے۔ جو ہر وقت بنی نوع انسان کی خیرخواہی چاہتے ہیں اور جب یہاں سے رخصت ہوتے ہیں تو اپنے پیچھے ایسے نقوش چھوڑتے ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے مینارۂ نور کا کام دیتے ہیں۔ لیکن جب ذہنوں میں فتور، نگاہوں میں کجی اور سوچ میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ لوگ ان کی عقیدت کا مرکز بن جاتے ہیں جو کبر وغرور اور حرص و ہوس کے پیکر ہوتے ہیں۔ جنہیں اقتدار کی ہوس اتنا اندھا کر دیتی ہے کہ وہ عدل وانصاف کو روند کر جور وستم کا ایک طوفان بن کر نمودار ہوتے ہیں۔ اور جہاں سے گزرتے ہیں تباہی و بربادی مچاتے جاتے ہیں۔

فتنہ خارجیت کئی صدیوں تک اُمت کے خرمنِ امن وعافیت پر بجلی بن کر گرتا رہا۔ اپنی فتنہ انگیزیوں سے جنگ وجدال اور قتل وغارت گری کا بازار گرم رکھا۔ آخر کار علمی محاذ پر علمائے ربّانیین نے انھیں شکست دی اور میدانِ جنگ میں مجاہدینِ اسلام کی تلواروں نے انھیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اب وہی فتنہ پَر پرزے نکال رہا ہے بلکہ عصرِ حاضر میں ان کے پیرو اپنے پیشرؤوں سے دو قدم آگے ہیں۔ پہلے خارجی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی ذرّیتِ طاہرہ کے مخالف تھے تو ساتھ ہی یزید اور اس کے ہم مشرب لوگوں سے بھی انہیں شدید عداوت تھی۔ لیکن آج کے خارجی یزید کو خلیفۂ برحق، مجاہدِ اسلام، ملت کا بطلِ جلیل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس کے پس پردہ اہلِ بیت کرام خصوصاً امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان کو گھٹانے کا جذبہ کارفرما ہے۔

I.T.DEPARTMENT SOUTULAWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

وہابیت کی کوکھ سے جنم لینے والا یہ فتنہ ’’خارجیت‘‘ بہت خطرناک اور اسلام و مسلمانوں کے لیے ضرر رساں ہے۔ جملہ مسلمانانِ عالم کی اجتماعی ذمّے داری ہے کہ اس فتنے کے سدّ باب کے لیے عملی تدابیر بروئے کار لائیں۔ تیرہ سو سال گزرنے کے بعد تاریخ کا از سرِ نو مطالعہ اور یزید کو امیر المؤمنین ثابت کرنے کی کوشش کرنا ایک ’’المیہ‘‘ بھی ہے اور دورِ جدید کا ایک ’’عجوبہ‘‘ بھی ہے۔ اور ایسی ناپاک جسارت وہی کرسکتا ہے جس کی عقل کوڑھ زدہ ہوگئی ہو۔ جس کے دماغ پر ابلیس نے اپنا تسلّط قائم کرلیا ہو اور جس کا دل رحم، مروّت اور انسانیت کے لطیف احساسات سے عاری ہو۔

2003ء کو جمعیت اہلِ حدیث حلقہ جیو بیارہ اونتی پورہ کشمیر کی طرف سے ایک کتاب ’’حضرت مروان اور یزید‘‘ شائع کی گئی ہے۔ جس کا مؤلف عبدالرؤف گلاب[1] ابن ماسٹر عبدالاحد ہے، جس کا مقصد کبھی صاف طور پر اور کبھی اشارۃً یہ ثابت کرنا ہے کہ مروان اور یزید دونوں عادل، نیک اور جنتی ہیں اور ان میں کوئی بُرائی بھی نہیں تھی اور یزید کے خلاف امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام دینی نقطۂ نظر سے غلط تھا اور عقل و احتیاط کے بھی خلاف تھا۔

گلاب صاحب نے اپنی کتاب کے باب اوّل میں مروان اور باب دوم میں یزید پلید کی صفائی پیش کی ہے۔ پہلے ہم باب اوّل کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیتے ہیں، پھر باب دوم کا۔

مروان پر ایک تحقیقی نظر

مروان کی تاریخ پیدائش: عبدالرؤف گلاب نے مروان کی پیدائش کی سن ہجری سے ۱۸؍ سال قبل لکھی ہے مگر حوالہ کسی کتاب کا نہیں دیا ہے۔ صرف یہ قول حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا۔ اب آیئے عبدالرؤف گلاب کی تاریخ دانی پر افسوس کرتے ہوئے مروان کا سنہ ولادت مؤرخین اور محققین کے نزدیک ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ مؤلف ہذا نے اس سے پہلے ایک کتاب ’’وسیلہ شرک ہے‘‘ لکھی تھی، جس کا ردِّ بلیغ مولانا فیاض احمد رضوی صاحب نے ’’وسیلہ جائز ہے‘‘ کے عنوان سے لکھ کر اس کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے لیے مکتبۂ صوت الاولیا، الاسلام آباد سے رابطہ کریں۔ مصنف

(۱) حضرت علامہ حافظ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 230ھ): حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور سِیر و مغازی کے ثِقہ امام اور محتاط حفّاظِ حدیث ہیں۔ اور تمام محدّثین و مفسّرین کو ان کی ثقاہت پر اعتماد ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مروان بن الحکم آٹھ سال کے تھے۔‘‘

(طبقات ابن سعد، حصہ سوم، جلد ۵، ص ۵۳)

(۲) حضرت علامہ حافظ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 630ھ): حافظ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے حفظ اور اس کی معرفت اور اس کے متعلقات کے امام تھے۔ قدیم و جدید تاریخ کے حافظ تھے۔ یوں رقم طراز ہیں:

مَرْوَانُ بْنُ الحکم ...... ولد علی عهد رسول الله صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قيل سنة اثنين من الهجرة۔ (اسد الغابہ، جلد 4، ص 351)

یعنی: مروان بن الحکم کی ولادت زمانۂ نبوی ﷺ میں دوسری سنہ ہجری میں ہوئی۔

(۳) حضرت حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ): حافظ ابن کثیر کا مرتبہ مفسّر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام اُمت میں مسلّم ہے، یوں رقم طراز ہیں:

’’اس نے (یعنی مروان نے) حضرت نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور آپ ﷺ سے کوئی چیز یاد نہیں کی اور جب حضرت نبی کریم ﷺ نے وفات پائی، اس کی عمر آٹھ سال تھی۔‘‘ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۵۰۵)

(۴) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ): حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بھی حدیث و تاریخ میں مسلّم ہے۔ وہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

’’مروانُ ابنُ الحکم بن ابی العاص بن اُمیّہ ...... ولد بعد الهجرة بستين وقيل باربع۔‘‘

یعنی: مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ .... ہجرت کے چھ سال بعد پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں چار سال بعد۔ (تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۱۰)

ان معتبر و ثقہ مؤرخین و محدثین کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ مروان بن الحکم ہجرت

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

کے بعد پیدا ہوا۔ لہٰذا عبدالرؤف گلاب کی تاریخ دانی پر تُف ہے، جو ایسے محدثین و مؤرخینِ اسلام کے خلاف ہجرت سے ۱۸ رسال قبل تاریخ ولادت لکھتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مروان

(۲) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بخاری شریف میں مروان بن الحکم سے روایت لائے ہیں۔ (مروان اور یزید، ص ۸، از عبدالرؤف گلاب)

عبدالرؤف گلاب کا یہ لکھنا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں مروان بن الحکم سے روایت لائی تو کیا حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف میں ان کی مرویات لانے سے وہ نجات حاصل کر لے گا یا لعن وطعن سے بَری ہو جائے گا۔ نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں شیعہ، رافضی، قدری اور ناصبی راویوں کی روایات بھی لائی ہیں۔ ملاحظہ فرمائے تقریب التہذیب۔

بخاری شریف کے شیعہ اور رافضی راوی

۱۔ اسحٰق بن منصور سلولی
۲۔ اسمٰعیل بن ابان وراق
۳۔ حارث بن عبداللہ ہمدانی
۴۔ اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری
۵۔ ربیع بن انس بکری
۶۔ سعید بن عمرو بن اشوع ہمدانی
۷۔ سعید بن فیروز ابوالبختری
۸۔ سعید بن محمد بن سعید جرمی
۹۔ عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن کوفی
۱۰۔ عبدالعزیز بن سیاہ کوفی
۱۱۔ علی بن جعد بن عبید جوہری

۱۲۔ عوف بن ابی جمیلہ کو قدریہ و شیعہ کہا گیا ہے
۱۳۔ فطر بن خلیفہ مخزومی
۱۴۔ محمد بن فضیل بن غزوان
۱۵۔ مخوّل بن راشد
۱۶۔ عباد بن یعقوب

بخاری شریف کے قدریہ راوی

۱۔ حسن بن ذکوان
۲۔ زکریا بن اسحٰق
۳۔ سلام بن مسکین
۴۔ شبل بن عباد
۵۔ صعوان بن سلیم المدنی
۶۔ عبداللہ بن ابی لبید المدنی
۷۔ عبداللہ بن ابی نجیح
۸۔ عطا بن ابی میمونہ
۹۔ عمر بن ابی زائدة
۱۰۔ عوف بن ابی جمیلہ
۱۱۔ کہمس بن المنہال
۱۲۔ محمد بن حسن بن بلال
۱۳۔ محمد بن سواء
۱۴۔ ہارون بن موسیٰ الازدی
۱۵۔ ہشام بن ابی عبداللہ
۱۶۔ یحییٰ بن حمزہ

(بحوالہ تقریب التہذیب)

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

بخاری شریف کے ناصبی راوی

۱۔حریر بن عثمان

۲۔حصین بن نمیر ابومحض

۳۔زیاد بن علاقہ

۴۔عبداللہ بن سالم الاشعری

(بحوالہ تقریب التہذیب)

اب عبدالرؤف گلاب اور اس کے مروانی ٹولہ سے سوال ہے کہ بخاری شریف کے رافضی، قدری اور ناصبی راویوں کی روایتیں قابلِ قبول ہیں یا نہیں؟ کیا بخاری شریف میں ان کی روایات آنے سے ان کو حق پرست اور ہدایت یافتہ کہیں گے؟ یا نہیں؟ اور ان کی روایات کے متعلق کیا خیال ہے؟

''مروان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی جس وقت وہ نابالغ تھے۔'' (مروان اور یزید، ص ۶۔۷، بحوالہ تاریخ خمیس)

کیا مروان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی تھی؟

عبدالرؤف گلاب نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ مروان نے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔اب آیئے اس کا تحقیقی جواب ملاحظہ فرمائیے:

(۱) حافظ عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَمۡ یَرَ النبی صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم لانّه خرج الی الطائف طفلا۔

مروان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہیں کی کیوں کہ اس کو بچپن میں ہی طائف کی طرف نکال دیا گیا تھا (اپنے باپ حکم کے ساتھ)

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۵۱، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان)

(۲) حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَروی عن النبی صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم ولا یصح له منه سماع۔

مروان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا ہے لیکن حضور رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا سماع صحیح نہیں ہے۔(تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۱۰، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(۳) امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ البخاری رحمه الله لَمۡ یر النبی صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مروان نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے۔(تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۱۱)

(۴) شاہ معین الدین ندوی یوں رقم طراز ہے:

''مروان کا باپ حکم بن العاص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حقیقی چچا تھا۔فتح مکّہ کے دن مسلمان ہوا لیکن اس کے دل میں اسلام راسخ نہ ہوا تھا، اندرونی طور پر مسلمانوں کا دشمن رہا اور ان کے اسرار فاش کیا کرتا تھا۔اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو طائف جلا وطن کر دیا تھا۔مروان اس زمانے میں صغیر السن تھا۔اس لیے وہ بھی باپ کے ساتھ طائف میں رہا۔''

(تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۴۵۲۔۴۵۳)

(۵) حضرت علامہ شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مشکوٰۃ المصابیح (المتوفی ۷۴۲ھ) یوں رقم طراز ہیں:

هو مروان بن الحکم یکی ابا عبدالملك القرشی الاموی جد عمر بن عبدالعزیز۔ ولد مروان علی عهد رسول الله صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم قیل سنة اثنتین من الهجرة وقیل عام الخندق وقیل غیر ذٰلك۔ فلم یر النبی صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم لان النبی صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم نفاه الی الطائف فلم یزل بها حتی ولی عثمان رضی الله عنه۔

مروان بن الحکم ابوعبدالملک کنیت تھی۔قریش کے اُموی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے جدِ امجد ہیں۔ان کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ رسالت میں ہوئی۔ایک قول کے مطابق ۲ھ میں پیدا ہوئے۔بعض لوگوں نے کہا ہے

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

کہ غزوۂ خندق کے سال یا کسی اور سال ولادت ہوئی۔ انھیں رحمتِ عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا کیوں کہ ان کے والد کو نبی کریم ﷺ نے طائف کی جانب جلاوطن کر دیا تھا۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک واپس مدینہ نہ آیا۔ (اکمال فی اسماء الرجال، ص ۶۱۷)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا مروان کی اقتدا میں نماز پڑھنا

عبدالرؤف گلاب مروان کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں بھائی اُن (مروان) کی امامت میں نماز ادا کرتے تھے۔'' (مروان اور یزید، ص ۷)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا مروان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے مروان فسق و فجور سے بَری ہوتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں۔ بلکہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے نانا جان سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمانِ مقدس پر عمل کرتے تھے، جو مستند کتب احادیث میں درج ہے کہ ہر مسلمان کی اقتدا میں نماز پڑھو چاہے نیک ہو یا بد۔

فسّاق وفجّار اور باغیوں کی اِقتدا میں نماز پڑھنے کے متعلق احادیث وآثار

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَیْکُمْ مَعَ کُلِّ اَمِیْرٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَیْکُمْ خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد تم پر واجب ہے ہر امیر کے ساتھ ہو کر خواہ وہ نیک ہو یا بد اور تم پر نماز واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اگرچہ کبیرہ گناہ کیے ہوں۔ (سنن ابو داؤد شریف، جلد ۲، کتاب الجہاد باب باب فی الغزو مع ائمۃ الجور۔ السنن الکبریٰ بیہقی، جلد ۳، کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ خلف من لا یحمد فعلہ۔ سنن الدارقطنی، جلد ۲، کتاب العیدین باب صفۃ من تجوز الصلوٰۃ معہ

والصلوٰۃ علیہ)

(۲) عَنْ نَافِعٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ (رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اعْتَزَلَ بِمِنًی فِیْ قِتَالِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْحَجَّاجُ بِمِنًی فَصَلّٰی مَعَ الْحَجَّاجِ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حجّاج کی لڑائی سے الگ رہے اور حجّاج منیٰ میں نماز پڑھاتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجّاج کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی، ج ۳، ص ۴۲۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ)

(۲) عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ الْبَکَّاءِ قَالَ اَدْرَکْتُ عَشْرَةً مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّهُمْ یُصَلِّیْ خَلْفَ اَئِمَّةِ الْفُجُوْرِ۔

عبدالکریم البکاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دس اصحاب کو دیکھا، وہ سب ظالم حکّام کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی، ج ۳، ص ۴۲۳ مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ)

اس سے ثابت ہوا کہ فسّاق وفجّار کے پیچھے نماز درست ہوتی ہے۔ اسی لیے فقہائے کرام اور ائمۂ مجتہدین نے فاسق اور فاجر کے پیچھے نماز صحیح قرار دی ہے۔ حرام نہیں ہے لیکن مکروہ ہے۔

فقہائے مالکیہ کا موقف: علامہ ابوالحسن بن خلف ابن بطال مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

''باغیوں اور اہلِ بدعت کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے متعلق فقہا میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے۔''

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اہلِ بدعت کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نماز کو دہرانے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے توقف کیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ (شرح ابن بطال، ج ۲، ص ۳۸۶۔۳۸۷، نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۲، ص ۵۹۰)

فقہائے شافعیہ کا موقف: حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتنے کے..........امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔''
(فتح الباری اردو، ج۱، پارہ ۳، ص۸۰۶، مترجم محمد ابوالحسن سیالکوٹی تلمیذ نذیر حسین دہلوی)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ فاسق اور بدعتی کی اقتدا میں نماز مکروہ ہے اور اگر پڑھ لی تو صحیح ہے۔'' (شرح المہذب، ج۵، ص۳۳۶، نعمۃ الباری، ج۲، ص۵۹۰)

فقہائے حنبلیہ کا موقف: علامہ موسیٰ بن احمد الحجاوی الحنبلی المتوفی ۹۶۰ھ اور علامہ البہوتی الحنبلی المتوفی ۱۰۵۱ھ رحمہما اللہ لکھتے ہیں:

''فاسق مثلاً شرابی یا زانی اور بدعتی مثلاً خارجی یا رافضی کی اقتدا میں نماز جائز نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے، نہ اعرابی مہاجر کی اور نہ فاجر مومن کی، سوا اس کے کہ سلطان اس کو کوڑوں اور تلوار سے ڈرا کر مجبور کرے۔'' (سنن ابن ماجہ) خواہ اس کے فسق کا ابتدائً علم ہو یا نہ ہو۔ اور علم کے بعد نماز دہرائے اور جمعہ اور عید بغیر اعادہ کے جائز ہے، بہ شرطیکہ اس کے غیر میں نماز پڑھنا مشکل ہو اور اس کو ان کی ایذا رسانی کا خطرہ ہو تو ان کی اقتدا میں نماز پڑھ کر دہرائے۔
(الاقناع وکشاف الاقناع، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۲، ص۵۹۱)

فقہائے احناف کا موقف: علامہ حسن بن منصور حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جو شخص فاسق یا بدعتی کی اقتدا میں نماز پڑھے وہ جماعت کا ثواب پا لے گا۔'' (فتاویٰ قاضی خان، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۲، ص۵۹۱)

علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

''فاسق وغیرہ کی اقتدا میں نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔'' (ردالمحتار بحوالہ نعمۃ الباری، ج۲، ص۵۹۱)

انتباہ: کیا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا مروان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے مروان فسق و فجور سے بَری ہو جاتا ہے؟

حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج جیسے ظالم و جابر کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جن کے (حجاج) متعلق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر ہر اُمت اپنے تمام خبیثوں کو لائے اور ہم صرف حجاج کو لائیں تو ہم غالب رہیں گے۔'' (نعمۃ الباری، ج۲، ص۵۹۱، بحوالہ المبسوط)

مروان بحیثیت میر منشی

عبدالرؤف گلاب لکھتا ہے:

''مروان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا سیکریٹری بنا لیا۔ تو یقیناً اُن کی نظر میں اس کے معقول وجوہات ہوں گے۔ مروان کا کردار جس طرح مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے وہ انتہائی نازیبا ہے۔ مروان[1] چھوٹے صحابہ کے اس درجے میں شامل ہیں جس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کی بشارت دی اور سید شباب اہلِ جنۃ اُن ہی کے حق میں فرمایا۔ مروان بھی اُن کے ہی ہم عمر تھے۔''
(مروان اور یزید، ص۸)

اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مروان سے صلۂ رحمی فرما کر اُس کو اپنا مقرب بنایا تھا۔ باقی مروان میں کوئی ایسی خوبی یا صلاحیت نہ تھی جس کی وجہ سے وہ اس عہدے کے لائق ہو جاتا۔ چونکہ اس بات کا اقرار خلیفہ برحق امام مظلوم سیدنا عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا۔ عالمِ اسلام کے مشہور و معروف، معتبر اور عظیم مفسّر، محدّث، مؤرخ اور ادیب حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۹۱ھ اور حافظ ابن سعد[2]

---

[1] یہ ہم پیچھے ثابت کر چکے ہیں کہ مروان کو حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ امام بخاری، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ ابن حجر مکّی، علامہ شیخ ولی الدین الخطیب رحمہم اللہ جیسے محدثین و محققین رؤیت کی نفی کر چکے ہیں۔ مگر گلاب بے مشک مروان کے بارے میں لکھتا ہے کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے مروان کو صحابہ کی اس قسم ثانی میں شمار کیا جن کو رؤیت (دیکھنے) کا شرف حاصل ہے۔

[2] حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: **عندنا اهل العدالة و حديثه يدل علىٰ صدقه فانه يتحرّى فى كثير من رواياته۔** یعنی حضرت محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ہمارے نزدیک اہلِ عدالت میں سے ہیں اور ان کی حدیث ان کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اکثر روایات میں چھان بین سے کام لیتے ہیں۔ (تاریخ بغداد)

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۳۰ھ تحریر فرماتے ہیں:

''زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی۔ شروع کے چھ سال میں لوگوں کے ساتھ آپ کی رَوِش اس قسم کی تھی کہ کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی بلکہ وہ اِن برسوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ قریش میں مقبول ومحبوب تھے۔ کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں قدرے سختی تھی اور حضرت عثمان میں اس سختی کا وجود بھی نہ تھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوتے ہی ان کے حال پر مہربانیاں کرنے لگے۔ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا اور ان کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہیں لیا۔ لیکن چھ سال بعد آپ نے اپنے رشتے داروں کو گورنری کے عہدے دیے اور اپنے اقربا کے ساتھ بہت زیادہ سلوک اور مہربانیاں کرنے لگے اور عوام کے ساتھ وہ پہلے جیسی نرمی باقی نہ رہی۔ آخری چھ سال میں حالت یہ ہوگئی کہ افریقہ کے گورنر مروان کو مملکت کا خمس معاف کردیا۔ اور اپنے رشتے داروں کو بیت المال کی دولت سے مالا مال کردیا اور اس سلسلے میں یہ توجیہہ کی کہ میں خداوند تعالیٰ کے حکم کے بموجب صلۂ رحمی سے کام لیتا ہوں۔ اگرچہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ایسا کر سکتے تھے۔ اس سے لوگوں میں شورش پیدا ہوگئی۔ (تاریخ الخلفاء اردو، ص ۲۴۰۔ ۲۴۱، طبقات ابن سعد، حصہ سوم، ص ۱۶۳۔ ۱۶۴)

مولانا شاہ معین الدین ندوی یوں رقم طراز ہیں:

''آخر زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کی (حکم بن العاص کی) واپسی کی اجازت حاصل کر لی تھی اور اپنے زمانے میں انہوں نے اس کو مدینہ واپس بلالیا۔ آپ کو حکم اور مروان دونوں سے بڑی محبت تھی۔ حکم کی موت کے بعد مروان کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اسے اپنا سیکریٹری بنالیا تھا۔ (تاریخ اسلام، حصہ دوم، ص ۴۵۳)

مشہور مؤرخ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی تحریر کرتے ہیں:

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک بامروّت اور نرم مزاج انسان تھے۔ اسی لیے مروان کو اس جرأت اور دیدہ دلیری کا موقع ملتا رہا۔ مروان اور اس کے باپ حکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ سے خارج کردیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما نے بھی

اپنے اپنے عہدِ خلافت میں ان باپ بیٹوں کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دیا تھا۔ لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مروان کو مدینہ میں بلالیا۔ اور قرابت ورشتے داری کے خیال سے اس پر احسان کرنا ضروری سمجھ کر اپنا میر منشی بنالیا۔ (تاریخ اسلام، جلد اوّل، ص ۴۱۶)

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں مروّت، نرم مزاجی اور صلۂ رحمی جیسے نیک خصائل زیادہ تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صلہ رحمی کے متعلق مولانا سید نور الحسن[1] صاحب یوں رقم طراز ہیں:

''جہاں اور بعض خاص اوصافِ حسنہ وصفاتِ جمیلہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) پوری انسانیت حتیٰ کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعتِ مقدسہ مطہرہ میں ممیز وممتاز ہیں، وہاں صلۂ رحمی بھی آپ کا خاص وصف اور آپ کی ممتاز صفت ہے۔

کتاب اللہ نے اولی القربیٰ سے احسان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خویش واقارب سے حسنِ سلوک کی تعلیم دی اور تاکید فرمائی۔ لہٰذا اللہ کا یہ سچّا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سچا فدائی اس صفت سے خاص طور پر متصف نظر آتا ہے۔'' (سیرتِ امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ، ص ۲۹۱)

آگے مزید لکھتے ہیں:

''حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) اپنے اعزّہ واقارب سے حسنِ سلوک اور صلۂ رحمی میں جمیع صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز ومنفرد تھے اور اس صفت میں بھی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری جماعت میں آپ کا کوئی حریف ومقابل نظر نہیں آتا۔ (سیرتِ امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ، ص ۲۹۳)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا گستاخ کون؟

عبدالرؤف گلاب ایک جگہ یوں گستاخانہ انداز میں تحریر کرتا ہے:

۱؎ یہ وہی مولانا نور الحسن بخاری ہیں جنہوں نے مولانا مودودی صاحب کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کے رَد میں صحابہ کے دفاع میں ''عادلانہ دفاع'' نامی کتاب لکھی ہے۔

I.T. DEPARTMENT SOUTULAWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

’’یہ اندازِ فکر اگر عام ہو جائے تو اس طرح اُن ہزار صحابہ رسول کی عزت و ناموس خاک میں مل جائے گی جن کا شمار صُغارِ صحابہ (چھوٹے صحابہ) میں ہوتا ہے۔ مثلاً عبداللہ بن زبیر، حضرت حسین، حضرت حسن وغیرہ۔ یہ تینوں حضرات بھی مروان کی طرح رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال۔ انتقال۔ وفات کے وقت (At the time of death)[1] عہدِ طفولیت میں تھے، عمرِ شعور اُن میں کسی کو حاصل نہ تھی۔ (مروان اور یزید، ص ۸۔۹)

گلاب مروانی کی اس تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ مروان کی صحابیت کے منکر ہیں وہ ہزاروں صحابہ کی عزت و ناموس خاک میں ملا رہے ہیں۔ کیا عالمِ اسلام کے نامور محدثین، مفسّرین، فقہا، محققین، مدقین جو اَب تک آئے اور مروان کو فاسق و فاجر تسلیم کرتے اور لکھتے آئے ہیں وہ سب صحابہ کی عزت و ناموس کو خاک میں ملاتے ہیں۔

قارئین کرام! لیجیے ملاحظہ فرمائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گستاخ کون ہیں؟ اور شیعی نظریات کو سر کی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قول و فعل حجت نہیں ہے:

غیر مقلدین (اہلِ حدیث) کے مذہب و عقیدہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول و فعل حجت نہیں ہے۔ غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مولانا محمد نذیر حسین دہلوی متوفی ۱۹۵۲ء اپنے فتاویٰ نذیریہ میں یوں رقم طراز ہیں:

’’فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے۔‘‘ (فتاویٰ نذیریہ مبوب و مترجم، جلد اوّل، کتاب العیدین، ص ۴۹۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صحتِ جمعہ کے لیے مصر کا شرط ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔‘‘ (فتاویٰ نذیریہ، جلد اوّل، کتاب الجمعہ، ص ۴۸۴)

---

[1] قارئین کرام! یہ شقی و کم ذات انسان کس طرح گستاخانہ طریقے سے حضور نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کو At the time of Death لکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہاتھ کو مفلوج کرے۔

غیر مقلدوں (اہلِ حدیثوں) کے مایۂ ناز عالم و شیخ الحدیث رئیس ندوی (مدرس و مفتی جامعہ سلفیہ، بنارس) یوں رقم طراز ہے:

’’حدیث نبوی کے علاوہ کسی صحابی یا غیر صحابی کا قول و عمل حجت نہ بناؤ۔‘‘ (ضمیر کا بحران، ص ۳۵۷۔ سلفی تحقیقی جائزہ، ص ۵۰۶)

غیر مقلدین اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان

غیر مقلدین کے ترجمان مولوی محمد جونا گڑھی متوفی ۱۹۴۵ء لکھتے ہیں ’’اگر دین اسلام میں تقلید کا بھی کوئی حصہ ہوتا تو امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو سب سے افضل تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی تقلید کی جاتی[1] یا حضرت فاروق اعظم یا حضرت ذوالنورین یا حضرت علی مرتضیٰ کی اُمورِ مذہبی میں تقلید کی جاتی۔‘‘ (طریق محمدی ص ۴۲)

پس آؤ سنو! بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے ان میں غلطی کی۔ (طریقِ محمدی، ص ۸۹)

---

(۱) خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے طریقہ اور سنت کو اپنانے یعنی ان کی تقلید کرنے کا حکم حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہمیں نہایت بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل لرز گئے۔ ایک شخص نے کہا یہ تو رخصت ہونے والے شخص کے وعظ جیسا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے نیز (امیر کا حکم) سننے اور ماننے کا حکم دیتا ہوں اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک تم میں جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ (شریعت کے خلاف) نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہ گمراہی ہے تم میں جو شخص یہ زمانہ پائے۔ فَعَلَيكُم بِسُنَّتِي وسُنَّتِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المُهتَدِينَ عَضُّوا عَلَيهَا بِالنَّوَاجِذِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔ اسے میری اور میرے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے خلفاء کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ سنت کو دانتوں سے (مضبوط) پکڑ لو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب العلم باب ماجاء فی من دعا الی ھدی فاتبع)

افسوس صد افسوس! یہ بے ادب قوم (غیر مقلدین) خلفائے راشدین کی (جن کی پیروی کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہیں) دینی و شرعی مسائل میں غلطیاں پکڑتے ہیں۔ کس مسلمان کا کلیجہ اتنا مضبوط ہے؟ خلفائے راشدین خاص کر حضرت صدیق اکبر و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں ان بے ہودہ باتوں کو پڑھ کر یا سن کر اس کا کلیجہ سینے سے باہر نہیں ہوگا۔ معلوم نہیں ان غیر مقلدین کی عقل و خرد کہاں گھاس چرنے چلی گئی ہے؟

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت صدیقی میں جو لوگ مرتد ہو جاتے ہیں جب انہیں لشکرِ اسلام مغلوب کر لیتا ہے تو ان کے بچوں کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لونڈی غلام بنانے کا حکم دیتے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے تسلیم نہیں کرتے اور خلافت کے اس فیصلے کو نہیں مانتے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت خلافت پر خلیفہ نامزد کرتے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کرتے بلکہ فرما دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔[۱] (طریق محمدی، ص ۱۴۳، ۱۴۲)

غیر مقلدین کا بہت بڑا عالم مترجمِ صحاح ستہ مولانا وحید الزمان حیدر آبادی متوفی ۱۹۲۰ء خلفائے راشدین کے متعلق اپنے تاثرات اس طرح پیش کرتا ہے:

وَاَمَّا من سب الشیخین او سب سیدنا علی فتقبل توبته ولا یکفر۔

اور جو حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق یا حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کو گالیاں دے گا وہ کافر نہیں ہوتا ہے اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج ۲ ص ۳۱۸ کتاب الجہاد)

غیر مقلدوں کا عقیدہ صحابہ میں کچھ لوگ فاسق تھے (معاذ اللہ)

غیر مقلدین کا یہی مایۂ ناز عالم وحید الزمان حیدر آبادی اپنی اسی کتاب نزل الابرار (جو ۱۳۲۸ھ میں چھپی ہے جس کی طباعت کا اہتمام مولانا ابو القاسم سیف بنارسی نے کیا ہے اور یہ ابو القاسم ان کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں) میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مقدس جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ لوگ فاسق تھے۔ نزل الابرار جلد ۳ کے حاشیہ میں یہ عبارت موجود ہے:

---

[۱] گلاب مروانی! کیوں اب کن لوگوں کے چہرے کالے ہوں گے اور کن لوگوں کی مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنکھیں نکالیں گے؟

قارئین کرام! چونکہ اس مردود نے اپنی کتاب میں کتاب الروح سے دو حکایتیں درج کی ہیں جن میں شیخین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ طمانچہ مارتے اور ان کا چہرہ کالا ہو جاتا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کی آنکھیں نکال دیتے ہیں۔ (دیکھیے مروان اور یزید ص ۵)

"لقوله تعالیٰ فان جاء کم فاسق بنبأٍ فتبینوا نزلت فی ولید بن عقبه و کذلك قوله تعالی افمن کان مومنا کمن کان فاسق و منه یعلم ان من الصحابة من هو فاسق کالولید و مثله یقال فی حق معاویة و عمرو و مغیرة و سمرة۔" (نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴ کتاب الاشربہ)

یعنی **فان جاء کم فاسق** والی آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں اُتری ہے۔ اسی طرح یہ آیت بھی **افمن کان مومنا کمن کان فاسقا** اور اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں کچھ لوگ (معاذ اللہ) فاسق[۱] بھی تھے۔ جیسے ولید اور اسی طرح بات معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ کے بارے میں بھی کہی جائے گی۔''

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین

غیر مقلدین (اہلحدیث) کا شیعہ فرقہ کے ساتھ بڑا گہرا ربط اور کئی مسائل میں اس کے ساتھ ہم آہنگی ہے۔ دونوں کا مقصد اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنا ہے اور صحابۂ کرام کی پاکباز جماعت پر لعن وطعن اور سبّ وشتم کرنا شیعوں کا گھناؤنا مشغلہ ہے جس کو یہ غیر مقلدین نہ صرف جائز قرار دیتے ہیں بلکہ خود شیعوں کی طرح حضرات صحابہ علیہم الرضوان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ مشہور غیر مقلد عالم عبد الحق بنارسی (شاگرد قاضی شوکانی) کے متعلق قاری عبد الرحمٰن پانی پتی مرحوم (خلیفہ شاہ محمد اسحاق دہلوی و شاگرد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) لکھتے ہیں:

" مولوی عبد الحق بنارسی نے ہزار ہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا۔۔۔۔۔ اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہ حضرت علی سے لڑ کر مرتد

---

[۱] شیعیت کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں یہ غیر مقلدین۔ کبھی شیعیت کی رد کی آڑ میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر گستاخانہ حملے کر کے خارجیت کی گود میں جاتے ہیں اور کبھی اہلِ بیت کی محبت کو آڑ بنا کر شعیت کی گود میں چل کر صحابہ پر حملے کرتے ہیں حالانکہ صحابہ کو اللہ نے جنت کا وعدہ دیا ہے **وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى** (پ ۲) اللہ تعالی سارے صحابہ سے بھلائی یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **اَکْرِمُوا اَصْحَابِیْ فَاِنَّهُمْ خِیَارُکُمْ** ۔ میرے صحابہ کی عزت کرو اس لیے کہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ) مزید فرماتے ہیں **لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِیْ** ۔ میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ (بخاری، مسلم۔ مشکوٰۃ)

IT DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

ہوئی، اگر بے توبہ مری تو کافر مری (العیاذ باللہ) اور صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھی، ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں۔ صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے، صحابہ کو کم علم تھا۔ (کشف الحجاب، ۲۱ بحوالہ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص ۱۸۔۳۱۔ فرقہ اہلحدیث (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ، ص ۱۳۷)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت سیدہ، طیبہ، طاہرہ، زاہدہ، عالمہ، مجتہدہ، محدثہ، مفسرہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی نکتہ چینی کر کے اپنی رفضیت وشیعیت کا ثبوت اس طرح پیش کرتے ہیں۔

خامساً یہ کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ مقصود حضرت عائشہ کا امتناع عام ہے تو یہ اثر کب معارض ہوسکتا ہے۔۔۔۔ پھر اب جو شخص بعد ثبوت قولِ رسول وفعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے: و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولیٰ و نصله جهنم الآیة۔ جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہ دینا چاہیے کہ شیطان اسی قیاس سے کہ انا خیر منه حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ شریعت کو بالکل بدل ڈالنا ہے۔[1] (فتاویٰ نذیریہ مبوب ومترجم ج ۱ ص ۴۹۶ کتاب العیدین)

۱ اس بے ہودہ فتویٰ کا حاصل یہ ہے:

۱۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ہے۔

۲۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلے میں نبی رحمت ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

۳۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دے کر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منه کہہ کر کیا تھا۔

۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت میں عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ جانا مناسب نہیں ہے شریعت بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

ایسی گستاخیاں وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہو۔ ہاں یہ وہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی افضلیت کا اعلان حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَی الطَّعَامِ۔ (بخاری کتاب المناقب) یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین

غیر مقلدین (اہلحدیث) کے شیخ الحدیث اور نام نہاد محقق مولوی محمد رئیس ندوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی اور قاتل حسن رضی اللہ عنہ قرار دیتے ہیں۔ ندوی صاحب یوں رقم طراز ہیں۔

''اس سے واضح ہے کہ امیر معاویہ[1] اور ان کا ساتھ دینے والے باغی لوگ تھے۔۔۔

(سلفی تحقیقی جائزہ ص ۵۳۸)

آگے لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے خاندانِ نبوت کے لوگوں اور دوسرے صحابہ سے بیعت کرنے پر دباؤ ڈالا۔ اور خاندانِ رسالت کے بہت سارے لوگوں بالخصوص حکام علی مرتضیٰ کو قتل کرایا حتی کہ مدینہ منورہ پر بھی بشر بن ارطاۃ کے ذریعہ حملہ کرا کے بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کرایا۔ جن میں بہت سے صحابہ وخاندانِ نبوت کے لوگ تھے۔ حضرت حسن بن

۱ جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عالم اسلام کی ان گنی چنی ہستیوں میں سے ہیں جن کو وحی لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں اور تعلیم کتاب کی دعا حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دو ایک صحابہ کے لیے فرمائی ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی ہے کہ وہ بھی انہیں حضرات میں سے ایک ہیں۔ صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن ابو عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ کے بارے میں یہ دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا وَاهْدِ بِهٖ۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب) یعنی یا اللہ! انہیں (معاویہ کو) ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے اور ان کے ذریعے (لوگوں کو) ہدایت دے۔

حضرت ابوادریس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حمص بن عمیر بن سعد کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی بنایا تو لوگوں نے کہا آپ نے عمیر کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا: فَقَالَ عُمَيْرٌ لَا تَذْكُرُوْا مُعَاوِيَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهٖ۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب) یعنی حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت معاویہ کا ذکر خیر سے ہی کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا یا اللہ! ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گرف قتل حسن کا بہتان شیعوں کی سازش ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے کتاب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد مصنفہ علامہ سید محمد ہاشمی میاں۔

IT.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

علی مرتضیٰ نے زمامِ خلافت سے دست بردار ہوکر خلافت امیر معاویہ کے سپرد کردی تو حضرت حسن کو کس طرح بذریعہ زہر خورانی قتل کرایا گیا۔ (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۵۳۹)

مسلمانو! اب ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت وناموس خاک میں ملانے والے یہی نام نہاد اہلحدیث ہیں۔ نہ کہ وہ لوگ جو مروان اور یزید پر لعن و طعن کرتے ہیں اوران کے فسق وفجور کے قائل ہیں۔

مروان کے خط پر تحقیقی نظر

عبدالرؤف گلاب نے مروان کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھا: ''مروان کو قتل عثمان (رضی اللہ عنہ) میں جو سب سے زیادہ ذمے دار ٹھہرایا جاتا ہے اس کی بنیاد اس خط کا افسانہ ہے۔ جو کہتے ہیں کہ انھوں نے باغیوں کے خلاف عامل مصر کے نام خط لکھا تھا[1] وہ خط راستے میں باغیوں کے ہاتھ آگیا اور اس طرح بغاوت کی دبی ہوئی چنگاری ایک بار پھر شدت سے تیز ہو گئی اور باغیوں کا گیا ہوا قافلہ پھر مدینہ واپس آگیا۔ مگر کتب تواریخ HISTORY میں اس کی تفصیلات جو ملتی ہیں اس پر دھیان کرنے سے یہ حقیقت نمایاں ہوکر سامنے آئی ہے کہ یہ خط باغیوں نے دوبارہ مدینے میں آنے کے لیے بطور ایک سازش تیار کیا تھا۔ (مروان اور یزید، ص ۱۲)

عبدالرؤف گلاب نے کتب تواریخ دھیان کرکے یہ تحقیق پیش کی کہ یہ خط باغیوں نے لکھا تھا اور مروان کی طرف منسوب کیا۔ لیکن یہ دھیان ہم کو معلوم ہے گلاب کو نہیں بلکہ کتب تواریخ میں تحقیق کے نام پر تحریف محمود احمد عباسی اور عتیق الرحمٰن سنبھلی جیسے ناصبی لوگوں نے شروع کی ہے۔ گلاب صاحب نے تاریخ طبری، مقدمہ ابن خلدون اور البدایہ والنہایہ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ یہ خط مروان کا نہیں ہے مگر ان تینوں کتابوں میں یہ صاف الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ خط مروان کا ہی لکھا ہوا تھا۔ یہ مؤرخین گلاب صاحب جیسے چھٹ بھیوں، دھاندلی باز اور جانب دار لوگ نہیں تھے بلکہ غیر جانب دار، سچے

[1] گلاب صاحب کی اردو کا کمال دیکھیے۔

اور پکے مؤرخ تھے۔ ان کی ساری زندگی دینِ اسلام کی خدمت میں گذری اور انھوں نے انتہائی محنت ومشقت کے بعد تاریخ کی کتابیں مرتب کیں اور کتب تواریخ کے حوالے سے مروان کی حقیقت دیکھیے:

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۵۰۹ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:

''مروان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کا سب سے بڑا سبب تھا کیوں کہ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے ایک جعلی خط اس وفد (باغیوں کے) کو قتل کرنے کے لیے مصر لکھا۔

(۲) تاریخ الامم والملوک، جلد ۳ ص ۴۵۲ میں امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ اس خط کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر یہ فرمایا کہ نہ تو انھوں نے یہ خط لکھا اور نہ انہیں اس کا علم ہے اور نہ ان سے کبھی اس بارے میں مشورہ کیا گیا تھا۔ اس پر محمد بن مسلمہ نے کہا ''بخدا آپ سچے ہیں مگر یہ مروان کا فعل معلوم ہوتا ہے۔''

(۳) رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ومعروف کتاب ''تاریخ ابن خلدون'' ج ۱ ص ۴۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

''محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے واپسی کا سبب دریافت کیا۔ انھوں نے کہا ہم لوگوں نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ با حسن وخوبی سمجھا دیں گے۔ لہٰذا علی کرم اللہ وجہہ ہمارے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔'' اس قدر گفتگو کرنے کے بعد بلوائیانِ مصر سے چند لوگ اٹھے اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیے امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بلوائیوں کی شکایتیں پیش کیں۔ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا مجھے اس خط سے آگاہی نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بولے بے شک یہ صحیح ہے، یہ کام مروان کا ہے۔

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

(۴) عمدۃ المؤرخین امام حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی مستند و معتبر تاریخ ''الکامل فی التاریخ'' ج ۳، ص ۵۹ میں علامہ ابن خلدون علیہ الرحمہ کے الفاظ میں ہی اس خط کا ذکر کر کے یوں رقم طراز ہیں:

"وقال علی و محمد لعثمان ما قال المصریون؟ فاقسم باللہ ما کتبتہ ولا علم لی بہ فقال محمد "صدق ھذا من عمل مروان"، یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا یہ مصری لوگ کیا کہتے ہیں؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ نہ میں نے یہ خط لکھا ہے اور نہ اس کے متعلق کچھ علم ہے۔ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک یہ صحیح ہے یہ مروان کا کام ہے۔''

(۵) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس خط کی تفصیل اپنی کتاب تاریخ الخلفاء ص ۲۴۳-۲۴۲ میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''ابھی یہ قافلہ (باغیوں کا) مدینہ منورہ سے تین منزل ہی نکلا تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی سوار نظر آیا جو بڑی تیزی سے اس قافلہ کے پاس سے گزرا۔ اس کی تیز رفتاری اور اس کے رنگ ڈھنگ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یا تو یہ کسی کا قاصد ہے یا کوئی مفرور شخص ہے۔ اس شبہ کی بنا پر ان قافلہ والوں نے اس کو پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ تجھ کو کس کی تلاش ہے یا تو کہیں سے بھاگا ہے؟ اس نے کہا میں تو امیر المؤمنین کا غلام ہوں، پھر کہنے لگا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ بعض لوگوں نے اس کو پہچان لیا اور بتایا کہ یہ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غلام ہے۔ محمد بن ابوبکر نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کہاں بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے عاملِ مصر کے پاس ایک خط دے کر بھیجا گیا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ خط تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آخر کار اس کی تلاشی لی گئی لیکن اس کے پاس سے کوئی خط نہیں نکلا۔ اس کے پاس ایک خشک مشکیزہ بھی تھا۔ جب اسے دیکھا تو اس کے اندر کوئی چیز اچھلتی ہوئی لگی۔ اسے اوندھا کیا گیا کہ نکل پڑے۔ جب اس طرح بھی کچھ نہیں نکلا تو اس مشکیزہ کو چیر دیا گیا اور اس سے ایک خط برآمد ہوا۔ یہ خط امیر المؤمنین کی جانب سے عبداللہ بن ابی سرح

والیِ مصر کے نام تھا۔ محمد بن ابوبکر نے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے اس خط کی مہر توڑ دی اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اس تحریر میں تھا کہ:

''جس وقت تمہارے پاس محمد ابن ابوبکر اور فلاں فلاں شخص پہنچیں تو تم کسی نہ کسی حیلہ سے ان کو قتل کر دینا اور مرسلہ فرمان کو کالعدم قرار دینا۔ اور حسب دستور اپنا کام کرتے رہو۔ اور جو لوگ تمہاری شکایتیں لے کر یہاں میرے پاس آئے تھے ان کو قید کر لینا اور تم اپنی حکمت عملی پر قائم رہو۔''

اس خط کو پڑھ کر یہ لوگ حیران و ششدر رہ گیے اور اسی مقام سے مدینہ شریف واپس ہو جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس خط پر تمام حاضرین کی مہریں لگا دیں اور وہ خط ایک شخص کی تحویل میں دے دیا اور یہ سب لوگ یہاں سے مدینہ کو واپس پلٹ پڑے۔ مدینہ منورہ واپس آ کر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی، حضرت سعد رضوان اللہ علیہم اور دیگر صحابہ کرام کی موجودگی میں مہر زدہ خط نکالا گیا۔ کھول کر سب کو پڑھوایا اور اس حبشی کا پورا قصہ بیان کیا۔ اس پر سب لوگ سخت برافروختہ ہوئے۔ حضرت ابن مسعود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت عمار بن یاسر رضوان اللہ علیہم کی معزولی کے واقعات نے اس غیض و غضب میں اور اضافہ کر دیا۔ تمام صحابہ کرام غصہ میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ اس خط کے واقعہ سے لوگ بہت بھڑک چکے تھے اور انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور محمد بن ابوبکر اپنے قبیلہ بنی تیم کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھ آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ بگڑتی صورت دیکھی تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد و حضرت عمار رضوان اللہ علیہم اور چند دوسرے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو سب کے سب بدری تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ وہ خط، غلام اور وہ اونٹنی بھی تھی جس کو پکڑا گیا تھا۔ آپ کے پاس پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ اونٹنی آپ کی ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں میری ہے۔ پھر خط دکھا کر فرمایا کیا آپ نے یہ خط لکھا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

نے فرمایا نہیں! خدا کی قسم میں نے یہ نامہ تحریر نہیں کیا اور نہ میں نے اس کے لکھنے کا حکم دیا اور نہ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہے۔۔۔۔اس کے بعد کچھ لوگوں نے پہچانا کہ یہ تحریر مروان کی ہے۔

(۶) علامہ ابن حجر المکی الشافعی علیہ الرحمۃ اللہ المولیٰ متوفی ۹۷۳ھ اپنی تصنیف لطیف ''الصواعق المحرقۃ فی الرد علیٰ اہل البدع والزندقۃ'' ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں:

''فحلف بالله ما كتبت هذا الكتاب ولا امرت به ولا وجهت هذا الغلام الى مصر قط. فعرفوا انه خط مروان'' حضرت امام مظلوم سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ اس کا حکم دیا اور ہرگز میں نے اس کو مصر کی طرف نہ بھیجا۔ پس پہچانا گیا کہ یہ خط تو تھا مروان کا لکھا ہوا۔

(۷) امام المؤرخین حضرت امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ مروان کی شرارتوں کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''پھر مروان اپنے چچازاد بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، ان کے کاتب تھے۔ ان کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے مالوں کا حکم دیا۔ اس بارے میں اپنے صلۂ قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی واحسان کی تاویل کرتے۔ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے انھیں مقرب بنانے اور ان کی بات ماننے پر سخت نکتہ چینی کرتے اور خیال کرتے کہ ان امور کا اکثر حصہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مروان کا ہے۔ یہ محض مروان کی رائے ہے نہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۳)

(۸) مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی اپنی کتاب ''خلفائے راشدین'' ص ۱۹۱ پر یوں رقم طراز ہیں:

''خط پڑھ کر سنایا کہ یہ مضمون آپ نے لکھوایا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ نہیں۔ تمام صحابہ نے ان کی قسم پر یقین کیا اور فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے۔ خط پہچانا گیا تو معلوم ہوا کہ مروان کا لکھا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے

حوالہ کیجیے تاکہ ہم اس معاملہ کی تحقیقات کریں۔۔۔۔مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کے دینے سے انکار کر دیا۔ مروان ان کا قریبی رشتہ دار تھا ان کی مروت نے گوارا نہ کیا کہ مروان کو اپنے اختیار سے ایذا پہنچائیں۔

(۹) مؤرخ اسلام مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں:

''حکم کی موت کے بعد مروان کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اسے اپنا سیکریٹری بنا لیا تھا۔ آپ کی مہر وغیرہ اس کی تحویل میں رہتی تھی۔ اسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے والی کو خط لکھ دیا تھا کہ مصری باغیوں کے سرغنہ کو پکڑ کر قتل کر دیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ (تاریخ اسلام، جلد دوم، ص ۴۰۳)

(۱۰) ثروت صولت یوں رقم طراز ہیں:

''اس نئے خاندان کا بانی مروان بن حکم تھا جو ایک زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب یعنی سیکریٹری تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مشکلات کا سب سے بڑا ذمہ دار یہی شخص تھا۔ (ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ج اوّل، ص ۱۳۹)

(۱۱) مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی یوں رقم طراز ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو اپنا کاتب وسیکریٹری مقرر کیا تھا اور آپ کی مہر بھی اس کی تحویل میں رہتی تھی۔ مصری شورش پسندوں کے قتل کا حکم لکھ کر اسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مہر اس پر ثبت کر دی تھی۔ جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ (تاریخ ملت، جلد اوّل، ص ۷۵۳)

جلاوطنی کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں

گلاب مروانی لکھتا ہے: ''کچھ لوگ جو کہ شیعیت سے متاثر نظر آتے ہیں کہ مروان کا باپ حکم ابن ابی العاص جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا تھا فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا تھا اور مدینہ میں آ کر رہ گیا تھا مگر اس کی بعض حرکات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مدینہ

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

سے نکال کر طائف میں رہنے کا حکم دیا تھا۔۔۔۔حضرت کے والد حضرت حکم کو ملک بدر کرنے کا واقعہ سراسر جھوٹ ہے۔ (حضرت مروان اور حضرت یزید ص ۱۸۔۱۷)

گلاب صاحب کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن مؤرخوں نے حکم کی جلاوطنی کا واقعہ تحریر کیا وہ سب شیعیت سے متاثر ہیں اور جھوٹے ہیں۔ چونکہ حکم کی جلاوطنی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن اثیر، علامہ علی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی (صاحب مشکوٰۃ) رحمہم اللہ، مورخِ اسلام مولانا شاہ معین الدین ندوی، زین العابدین سجاد میرٹھی کے علاوہ جماعت اہلحدیث کے مورخ ملک عبدالرشید عراقی نے بھی درج کیا ہے تو کیا یہ سب شیعیت سے متاثر ہیں اور جھوٹے ہیں، صرف گلاب صاحب ہی ایک سچے ہیں۔ اب حوالے کے ساتھ جلاوطنی کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

''مروان کا باپ الحکم، حضرت نبی کریم ﷺ کے بڑے دشمنوں میں سے تھے اور اس نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور الحکم مدینہ آیا۔ پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۵۰۹)

(۲) حافظ عزّ الدین ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ:

''ولم یر النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لانہ خرج الی الطائف طفلا لا یعقل لما نفی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اباہ الحکم''۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۱) اور اس (مروان نے) حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے باپ الحکم کو طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا جب کہ مروان اس وقت صغیر السن میں تھا۔

(۳) حضرت شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ:

''فلم یر النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لان النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نفاہ الی الطائف'' (اکمال ص ۶۱۷) (مروان) کو رسولِ رحمت ﷺ کی

زیارت کا شرف حاصل ہوا ہی نہیں کیونکہ ان کے والد کو نبی کریم ﷺ نے طائف کی جانب جلاوطن کر دیا تھا۔

(۴) مولانا شاہ معین الدین ندوی:

''مروان کا باپ حکم ابن العاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حقیقی چچا تھا۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا لیکن اس کے دل میں اسلام راسخ نہ ہوا تھا۔۔۔۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو طائف جلاوطن کر دیا تھا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، حصہ دوم ص ۴۰۳)

(۵) مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی اور مفتی انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی:

''مروان کے والد حکم نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا مگر درپردہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتا رہا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اسے طائف جلاوطن کر دیا۔'' (تاریخ ملت، جلد اوّل ص ۵۳۶)

(۶) عبدالرشید عراقی جو جماعت اہلحدیث کا مشہور عالم دین ہے، جن کی کتاب ''چالیس علمائے اہلِ حدیث'' بقول پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی غیر مقلد، علمی دنیا میں ایک گراں قدر اضافہ ہے:

''الحکم بن ابوالعاص نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا مگر درپردہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کے بارے میں اس کی حرکات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس کو طائف جلاوطن کر دیا۔ اور یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک طائف ہی میں مقیم رہا۔ (عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نہج خلافتِ راشدہ کا ایک روشن باب، ص ۳۵، مصنف عبدالرشید عراقی)

اب گلاب صاحب فیصلہ کرے کیا ان کے مؤرخ ملک عبدالرشید عراقی اور ان کی کتابوں پر تصدیقات کرنے والے ان کے شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز، پروفیسر عبدالستار حامت اور پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدری پر کیا شیعیت کا اثر ہے؟ کیا یہ سب جھوٹے کذّاب ہیں۔ یا گلاب صاحب؟

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

گلاب صاحب کہتے ہیں کہ ''اگر اس کہانی کو تسلیم کیا جائے تو اس سے مروان کا نقص اور قصور کیا ثابت ہوتا ہے؟ کیا باپ کے جرم کی وجہ سے بیٹا بھی مستحق سزا ہوجاتا ہے؟ (مروان اور یزید، ص ۱۷)

چونکہ کسی سنّی عالم نے آج تک یہ نہیں لکھا یا کہا ہے کہ الحکم کے جرم کی سزا مروان کو ملی۔ بلکہ مروان کی شرارتیں تو بعد میں ظاہر ہوئیں، البتہ جب اس کے باپ کو طائف جلاوطن کردیا گیا تو وہ بھی اپنے باپ کے ساتھ چلا گیا۔

کیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام آزر کے بیٹے تھے؟

گلاب لکھتے ہیں، ''حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہیں گے اسی طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو مشہور منافق عبداللہ ابن ابی سلول کے بیٹے تھے اس میں ان کی اولادوں کا کیا قصور ہے؟ کیا حضرت ابراہیم آزر بت پرست کے لڑکے نہیں تھے۔'' (مروان اور یزید ص ۱۷)

یہاں گلاب نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کو قرار دیا ہے لیکن علمائے اہلِ سنّت میں ایک جم غفیر کی رائے ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہ تھے بلکہ ان کا نام تارخ تھا اور وہ موحد تھے۔ اس بارے میں علمائے اہلسنّت فرماتے ہیں:

(۱) امام المؤرخین حضرت حافظ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''ان کا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا) نسب نامہ یہ ہے ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفشذ بن سام بن نوح۔'' (تاریخ طبری قبل از اسلام، حصہ الف ص ۱۴۹)

(۲) حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جمہور اہلِ نسب بہ شمول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سب اس پر متفق ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ ہے۔'' (البدایہ والنہایہ، ج ۱)

(۳) بیہقی زماں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فهذه الاية تدل على ان والديه عليه السلام كانا مسلمين وانما كان اٰزر عماله وكان اسم اب ابراهيم تارخ ولاجل رفع توهم اٰزر قَالَ والدی یعنی من والدانی حقیقه ولم یقل ابوی لان الاب یطلق علی العم مجازا'' یہ آیت کریمہ (سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۴۱) دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مسلمان تھے اور آزر آپ کا چچا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہ باپ سے مراد چچا ہے آپ نے والدی کا لفظ استعمال کیا یعنی جنھوں نے مجھے حقیقت میں جنا ہے اور ابوی کا لفظ استعمال نہیں کیا کیونکہ اَب کا لفظ مجازاً چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۳۳۶)

(۴) مفسر اعظم حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

''والذی عول علیه الجم الغفیر من اهل السنة ان اٰزر لم یکن والد ابراهیم علیه السلام وادعوا انه لیس فی اٰباء النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کافرا اصلا لقوله علیه الصلوٰة والسلام: لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات والمشرکون نجس''

اہلسنت کے کثیر اہلِ علم کا اسی پر اعتماد ہے کہ بے شک آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا۔ اہلِ سنت کے جم غفیر کی دلیل یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد میں کوئی کافر نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اور مشرکین ناپاک ہیں۔ (تفسیر روح المعانی الجزء السابع ص ۲۵۱ مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

الحکم احادیث کی روشنی میں

مروان کا باپ حکم طلقاء میں شامل تھا اور یہ آنحضرت ﷺ کا دشمن تھا اور غلبۂ اسلام کی وجہ سے ڈر کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا تھا اور اس کے سینے میں انتقام کی آگ بھڑکتی رہتی تھی، اسی وجہ سے غیب داں نبی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی تھی۔

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

(۱) عَنۡ عَبۡدِاللہ بن عمرو قَالَ: كُنَّا جلوسًا عِنۡدَالنَّبِی صَلَّی اللہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّم وَقَدۡ ذَهَبَ عَمۡرُوبن العاص يلبَسُ ثيابه لِّيَلۡحَقَنِی فَقَالَ وَنَحۡنُ عِنۡدَهٗ: لَيَدۡخُلَنَّ عَلَيۡكُمۡ رَجُلٌ لَعِيۡنٌ فوالله ما زِلۡتُ وَجِلًا التشوَفُ خَارِبًا وَ دَاخِلًا حَتّٰی دَخَلَ فُلَانٌ يعنی الحَكَمَ۔ رواه احمد و رجاله رجال الصحيح۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اور (میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گھر میں کپڑے پہن رہے تھے تاکہ وہ بھی اس مجلس میں آجائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک ملعون شخص آنے والا ہے۔ خدا کی قسم میں خوف زدہ ہوکر برابر باہر اور اندر دیکھتا رہا (کہ کہیں میرے والد ہی نہ ہوں) یہاں تک کہ مروان کا باپ حکم داخلِ مجلس ہوا۔'' (مجمع الزوائد ج ا ص ۳۰۷ کتاب الایمان باب المنافقین)

(۲) وعن عبداللہ بن عمرو قَالَ قَالَ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّم لتطَّلِعَنَّ عَلَيۡكُمۡ رَجُلٌ يبعثُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰی غَيۡرِ سُنَّتِی اَوۡ عَلٰی غَيۡرِ ملتی۔ وَ كُنۡتُ تَرَكۡتُ اَبِیۡ فِی الۡمَنۡزِلِ فَخِفۡتُ اَنۡ يَّكُوۡنَ هُو، فَاطَّلَعَ رَجُلٌ غَيۡرِهٖ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ هُوَ هٰذَا۔ رَوَاهُ الطِّبۡرَانِی فِی الۡكَبِيۡرِ وَرِجَالِهٖ رِجَالُ الصحيح۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی تمہارے پاس آنے والا ہے جو قیامت کے دن میری سنت یا میری ملت پر (راوی کو شک ہے) نہیں اٹھایا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کو گھر چھوڑ کر آیا تھا اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں وہی مراد نہ ہوں لیکن اسی اثنا میں ایک دوسرا شخص (یعنی حکم) سامنے آگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی ہے وہ۔ (مجمع الزوائد، ج ا، ص ۳۰۷، کتاب الایمان باب المنافقین)

(۳) وَعنه قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّم، يَطۡلَعُ عَلَيۡكُمۡ رَجُلٌ مِنۡ هٰذَا الفجّ مِنۡ اَهۡلِ النَّارِ، وَكُنۡتُ تَرَكۡتُ اَبِی يَتَوَضَّأُ فَخَشِيۡتُ اَنۡ يَكُوۡنَ هُوَ، فَاطَّلَعَ غَيۡرُهٗ، فَقَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّم هُوَ هٰذَا، وَرجاله رجال الصحيح۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اس گھاٹی سے ایک شخص تمہارے سامنے نمودار ہوگا اور وہ اہلِ دوزخ میں سے ہوگا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیچھے اپنے والد کو وضو کرتے چھوڑا تھا اور میں ڈر رہا تھا کہ وہی نہ آنے والے ہوں لیکن ایک دوسرا شخص آگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے۔ (مجمع الزوائد ج ا ص ۳۰۷ کتاب الایمان باب المنافقین۔ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت)

مروان احادیث کی روشنی میں

مروان بھی ان لوگوں میں سے ایک تھا جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ چونکہ یہ خالص سیاسی اور تخریبی ذہن کا انسان تھا اور اہلِ بیت کرام سے اس کو انتہائی بغض وعناد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے والد پر لعنت کی تھی جبکہ یہ صلبِ پدر میں تھا۔ چنانچہ محدث ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ومعروف کتاب الصواعق المحرقہ میں یہ حدیث درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) "ومن اشد الناس بغضا لاهل البيت مروان بن الحكم، وكان هٰذا هو سر الحديث الذی صححه الحاكم ان عبدالرحمٰن بن عوف رضی الله عنه قَالَ كان لا يولد لاحد مولود الا اتی به النبی صَلَّی اللہُ عَلَيۡهِ وَسَلَّم فيدعو له، فادخل عليه مروان بن الحكم فقَالَ هٰذا الوزغ بن الوزغ الملعون الملعون۔

مروان بن حکم کو اہلِ بیت سے شدید بغض تھا اور یہی راز ہے اس حدیث کا جس کی صحت حاکم نے بیان کی۔ بے شک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی بچہ

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

(صحابہ میں) تولّد ہوتا تھا تو اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لایا جاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے لیے دعا فرماتے تھے۔ سو جب مروان بن حکم کو پیش خدمت کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ یہ گرگٹ کا بیٹا گرگٹ ہے، یہ ملعون کا بیٹا ملعون ہے۔ (الصواعق المحرقۃ فی الرد علیٰ اھل البدع والزندقۃ ص ۲۷۵۔ ۲۷۶ مطبوعہ بیروت)

(۲) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنِ اِسْمَاعِیْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَعْوَانَۃَ عَنْ اَبِیْ بَشْرٍ عَنْ یُوْسُفَ ابْنِ مَاھِكٍ قَالَ کَانَ مَرْوَانُ عَلَی الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَہٗ مُعَاوِیَۃُ فَخَطَبَ لَہٗ فَجَعَلَ یَذْکُرُ یَزِیْدَ بْنُ مُعَاوِیَۃُ لِکَیْ یُبَایَعَ لَہٗ بَعْدَ اَبِیْہِ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ شَیْأً فَقَالَ خُذُوْہُ فَدَخَلَ بَیْتَ عَائِشَۃَ فَلَمْ یَقْدِرُوْا فَقَالَ مَرْوَانُ اِنَّ ھٰذَا الَّذِیْ اَنْزَلَ اللہُ فِیْہِ "وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَکُمَا اَتَعِدَانِنِیْ" فَقَالَتْ عَائِشَۃُ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ مَا اَنْزَلَ اللہُ فِیْنَا شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنَّ اللہَ اَنْزَلَ عُذْرِیْ۔

ابو بشر نے یوسف بن ماہک سے روایت کی ہے کہ مروان جب حجاز کا گورنر ہوا جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا پس وہ خطبہ دیتے ہوئے یزید بن معاویہ کی تعریف کرنے لگا تا کہ اس کے والد ماجد کے بعد لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اس بات پر معترض ہوئے۔ اس نے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ لیکن یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہِ اقدس میں داخل ہو گئے جس کے باعث وہ انہیں نہ پکڑ سکے۔ مروان نے کہا۔ یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْ، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے خلاف کوئی بھی آیت نازل نہیں فرمائی ماسوائے اس کے جو اللہ نے میری برأت کا اعلان فرمایا۔ (الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و سننہ و ایامہ المعروف بہ صحیح بخاری ج ۲ کتاب التفسیر باب الاحقاف)

(۳) عَنْ مُحَمَّدَ بْن زیاد قَالَ: لما بایع معاویۃ رضی اللہ عنہ لابنہ یزید قَالَ مروان: سنۃ ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما فقَالَ عبدالرحمٰن بن ابی بکر سنۃ ھرقل و قیصر فقَالَ لہ مروان انت الذی انزل اللہ فیك: والذی قَالَ لوالدیہ اف لکما، فبلغ ذٰلك عائشۃ رضی اللہ عنہا فقَالَت: کذب واللہ ما ھو بہ و لٰکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لعن ابا مروان و مروان فی صُلْبِہٖ۔

محمد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت لی۔ تو مروان کہنے لگا یہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا (نہیں بلکہ) ہرقل و قیصر کی رسم ہے۔ مروان نے کہا تم وہی ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے "والذی قَالَ لوالدیہ اف لکما" نازل فرمایا۔ سو یہ بات پہنچی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو انھوں نے فرمایا واللہ مروان جھوٹ بکتا ہے۔ یہ آیت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مروان کے باپ پر لعنت فرمائی جب مروان اس کی پیٹھ میں تھا۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۲۷۵۔ فتح الباری، ج ۸، ص ۴۸۷)

مروان کا ولید کو قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید نے گورنر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان کو حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے بیعت لینے کے لیے خط لکھا۔ چونکہ گورنر مدینہ ولید نے اس بارے میں مروان (جو سابقہ گورنر مدینہ تھا) کو مشورہ کے لیے بلایا۔ امام المؤرخین والمفسرین حضرت طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فزع عند ذٰلك الی مروان و دعاہ، فلما قرأ علیہ کتاب یزد، استرجع و ترھم علی، واستشارہ الولید فی الامر و قَالَ، کیف تری ان نصنع؟ قَالَ فانی اری ان تبعث الساعۃ الیٰ ھٰؤلاء النفر فتدعوھم الی

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

البیعة والدخول فی الطاعة، فان فعلو اقبلت منهم، و کففت عنهم، ون ابوا قدمتهم فضربت اعناقهم۔

تواس وقت مروان سے مشورہ لینے پر وہ مجبور ہوااوراسے بلا بھیجا۔ جب اس نے یزید کا خط مروان کو پڑھ کرسنایا تو مروان نے کہا: اناللہ وانا الیہ راجعون و رحمۃ اللہ۔ ولید نے اس بارے میں اس سے مشورہ چاہا پوچھا تمہاری کیا رائے ہے۔ ہم کو کیا کرنا چاہیے؟ مروان نے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت ان لوگوں کو بلا بھیجو۔ جب وہ آئیں تو ان سے یزید کی بیعت اور اطاعت گذاری کا اقرار لو۔ وہ مان جائیں تو تم بھی مان جانا اوران سے بازرہنا، انکار کریں تو سب کی گردن مارنا۔ (تاریخ الطبری، عربی ج ۳ ص ۲۶۹۔۲۷۰ مطبوعہ بیروت، تاریخ طبری اردو ج پنجم، ص ۱۶۴ مطبوعہ دیوبند)

گورنر مدینہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے گورنر ہاؤس میں طلب کیا اور یزید کا خط پڑھ کر سنایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی اور یزید کی بیعت کے لیے کہا۔ آپ نے تعزیت کے بعد فرمایا میرے جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کرسکتا اور نہ میرے لیے اس طرح بیعت کرنا مناسب ہے۔ مجمع عام میں آکر تم سب سے بیعت لینا تو ان کے ساتھ ہم سے بھی بیعت لینا۔ ولید امن وصلح پسند آدمی تھا، اس نے کہا اچھا آپ تشریف لے جائیں۔

فقَالَ له مروان: والله لئن فارقك الساعة و لم يبيع لا قدرت منه علىٰ مثلها ابدا حتى تكثرا القتلى بينكم و بينه، اجس الرجل، ولا يخرج من عندل حتىٰ يبايع او تضرب عنقه، فوثب عن ذٰلك الحسين، فقَالَ يابن الزرقاء انت تقتلنى او هو! كذبت والله واثمت، ثم خرج فمر باصحابه فخرجوا معه حتى اتى منزله، فقَالَ مروان للوليد، عصيتنى لا والله لا يمكنك من مثلها من نفسه ابدا، قَالَ الوليد و يخ غيرك يا مروان، انكا اخترت لى التى فيها هلاك دينى، والله ما اهب ان لى ما طلعت عليه الشمس و غربت عنه من مال الدنيا و ملكها و انى قتلع

حُسَيْنًا۔ (تاریخ الطبری ج ۳ ص ۲۷۹ مطبوعہ بیروت)

''مروان بول اُٹھا اگر اس وقت بغیر بیعت کیے یہ تمہارے پاس سے چلے گئے تو واللہ پھر جب تک کہ تم میں بشدت کشت وخون نہ ہو اس طرح تمہارے قابو میں نہ آئیں گے تو واللہ پھر قید کرلو۔ تمہارے پاس سے نکلنے نہ پائے۔ بیعت کرتے تو کرے نہیں تو اس کی گردن ماردو''۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ابن الزرقاء کیا تو مجھے قتل کرے گا یا یہ قتل کرے گا۔ واللہ تو جھوٹ بکا جھک مارا''۔ یہ کہہ کر نکلتے ہوئے چلے گئے۔ اپنے انصار میں آگئے اور سب کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آگئے۔

مروان نے ولید سے کہا تم نے میرا کہا نہ مانا۔ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایسا موقع تمہیں کبھی نہیں ملے گا۔ ولید نے کہا تم پر افسوس تم مجھے ایسا مشورہ دیتے تھے جس میں میرے دین کی تباہی تھی۔ واللہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے ساری دنیا کا مال وملک جہاں تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے مجھ کو مل جائے تو مجھے منظور نہیں۔ (تاریخ طبری اردو جلد پنجم ص ۱۶۵)

مروان کا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر شتم کرنا

حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

''جب یہ (مروان) مدینہ پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا والی تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے تیرے باپ الحکم پر اس وقت لعنت کی ہے جب تو اس کے صلب میں تھا۔'' (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۰۹)

مروان کا صحابہ میں منافرت پھیلانا

مروان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں منافرت پھیلائے۔ چنانچہ حضرت امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں نقل فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو کچھ مروان کے ساتھ کرتے، اور انہیں مقرب بناتے لوگ اس پر معترض تھے۔ مروان انہیں ان کے اصحاب اور لوگوں پر برانگیختہ کرتے، لوگ ان کے

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

بارے میں جو گفتگو کرتے اور ان کی وجہ سے جو دھمکی دیتے وہ سب انہیں پہنچاتے تھے اور یقین دلاتے تھے کہ وہ اس کے ذریعے سے ان سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۵۳ مطبوعہ دیوبند)

مروان کی وجہ سے لوگ خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے دور ہو گئے تھے۔ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک ملاقات کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس غضب ناک حالت میں آئے اور فرمایا! کیا آپ مروان سے مطمئن ہیں؟ وہ آپ کی عقل اور دین کو خراب کر کے چھوڑے گا۔ اس کے سامنے آپ ایک سواری کے اونٹ کی طرح ہیں وہ جس طرف چاہتا ہے آپ کو ہنکاتا ہے۔ بخدا مروان عقل مند اور دین دار نہیں ہے۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۳۷)

مروان کی بغاوت

جب یزید کا بیٹا معاویہ انتقال کر گیا تو چھ سات ماہ تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تنہا سلطنت اسلامیہ کے خلیفہ رہے۔ بقول علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ:

''یزید بن معاویہ کے مرتے ہی بلا جدوجہد اہلِ حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی۔ صرف شام و مصر والے ان کی بیعت سے علیٰحدہ رہے کیوں کہ ان لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کی تھی لیکن جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو لوگوں میں انتخاب خلیفہ کی بابت اختلاف پڑ گیا۔'' (تاریخ ابن خلدون حصہ دوم ص ۱۲۹)

اسی اختلاف کا فائدہ مروان نے اٹھایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف بغاوت کی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

''اسی عرصہ میں مروان نے خفیہ سازشوں کے ذریعے مصر و شام پر اپنا اقتدار قائم کر لیا اور ۶۵ ھ میں اپنے بیٹے عبدالملک کو اپنا جانشین و ولی عہد نامزد کر کے اسی سال مر گیا۔ ذہبی

کہتے ہیں کہ مروان کو خلیفہ کہنا درست نہیں کیوں کہ وہ باغی تھا اور اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا اور اس کی بغاوت ہی کے باعث اس کا کسی کو اپنا ولی عہد مقرر کرنا بھی درست نہیں (اس طرح عبدالملک کی ولی عہدی بھی باطل قرار پاتی ہے) ہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبدالملک کی خلافت یا حکومت درست ہو سکتی ہے۔'' (تاریخ الخلفاء ص ۳۱۰)

مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد چھ سات مہینے تک تنہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ تھے۔ ان کے سوا اور کوئی شخص بنی امیہ میں سے مدعی خلافت نہ تھا۔ تمام عمال و حکام نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا۔ چھ سات مہینے بعد مروان اپنی کوشش میں کامیاب ہو کر ملک شام پر قابض ہوا لہٰذا مروان کی حیثیت ایک باغی کی قرار دی جا سکتی ہے۔'' (تاریخ اسلام جلد دوم ص ۹۰)

مروان کی عبرتناک موت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ مروان کی حکومت کے لیے ایک بڑی رکاوٹ یزید کا بیٹا خالد تھا۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مروان نے یزید کی بیوہ فاختہ سے نکاح کیا کیوں کہ خالد کی جانشینی کا فیصلہ ہو چکا تھا اور خالد کو قابو میں رکھنے کی ایک اچھی صورت یہ تھی کہ اس کی ماں سے نکاح کر لیا جاتا۔ (مختصر تاریخ اسلام، ص ۱۵۲ مؤلفہ مؤرخ اہلحدیث غلام رسول مہر)

مروان چونکہ مجبوری میں خالد کو ولی عہد مان چکا تھا مگر طاقت ملنے پر وہ دھوکہ دہی پر آیا۔ مگر یہی لالچ اس کی موت کا سبب بن گئی۔ امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

''لما حضرت معاوية بن يزيد ابا ليلىٰ الوفاة، ابى ان يستخلف احدا، و كانا حسان بن مالك بنند بحدل يريد ان يجعل الامر بعد معاوية بن يزيد لاخيه خالد بن يزيد بن معاوية، فبايع لمروان، وهو يريد يجعل الامر بعده لخالد بن يزيد، فلما بايع لمروان و بايعه معه اهل الشام قيل

I.T. DEPARTMENT SOUTULAWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

لمروان :تزوج ام خالد، وامه ام خالد ابنة ابی هشام بن عتبة ، حتیٰ
تصغر شانه، فلا یطلب الخلافة، فتزوجها، فدخل خالد یوما! علیٰ مروان
وعنده جماعة کثیرة، وهو یمشی بین الصفین ، فقَالَ : عنه والله ما
علمت لاحمق، تعال یابن الرطبة الاست، یقصر به لیسقطه من اعین
اهل الشام فرجع الیٰ امه فاخبرها، فقَالَت له امه: لا یعرفن ذٰلك منك،
واسکت فانی اکفیکه، فدخل علیها مروان فقَالَ لها: هل قَالَ لكِ
خالد فی شیأ ، فصدقها ، ثمه مکثت ایاما، ثمه ان مروان نام عندها،
فغطته بالوسادة حتی قتلته۔ (تاریخ الامم والملوک للطبری الجلد الثالث ص ۴۲۳)

جب معاویہ بن یزید ابی لیلی کا وقت آخر آیا تو اس نے اپنا جانشین نامزد کرنے سے انکار کر دیا۔حسان بن مالک بن بحدل کا یہ ارادہ تھا کہ وہ معاویہ کے بعد اس کے بھائی خالد بن یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنائے ،مگر یہ کم سن تھا اور یہ حسان اس کے باپ یزید بن معاویہ کا ماموں تھا۔اس وقت تو اس نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ نیت رکھی کہ مروان کے بعد وہ خالد بن یزید کو خلیفہ بنائے گا۔مگر جب مروان کے ہاتھ پر اس نے اور تمام اہلِ شام نے بیعت کر لی تو کسی نے (ابن زیاد نے) مروان کو یہ رائے دی کہ تم خالد کی ماں سے شادی کر لو تاکہ اس طرح خالد کی شان کم ہو جائے اور وہ خلافت کا مدعی نہ رہے۔مروان نے اس کی تجویز پر عمل کیا۔ایک دن خالد مروان سے ملنے آیا۔مروان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔اور وہ دونوں صفوں کے درمیان ٹہل رہا تھا۔اسے دیکھ کر مروان نے کہا بخدا یہ احمق ہے۔اے موٹی سرین والی عورت کے بیٹے آیئے۔اس جملہ سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اہلِ شام کی نظروں میں خالد کی بے وقعتی ہو جائے۔خالد نے یہ واقعہ اپنی ماں سے آ کر بیان کیا اس نے کہا خبردار اس واقعہ کو کسی اور سے بیان نہ کرنا۔تم چپ رہو میں اس سے سمجھ لوں گی۔ جب مروان اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کیا خالد نے میرے بارے میں کوئی بات تم سے کہی ہے۔اس نے کہا بھلا خالد تمہارے متعلق کوئی بات کہہ سکتا ہے وہ تمہاری اس قدر

تعظیم کرتا ہے کہ اسے اس کی جرأت کہاں کہ وہ کوئی بات تمہارے متعلق کہے۔مروان نے اس کے بیان کو سچ سمجھا، چندے وہ بھی خاموش رہی۔ایک مرتبہ مروان اس کے پاس سویا۔ اس نے بہت سے گدے اس پر چن دیئے اور اس طرح دبا کر اس کو مار ڈالا۔(تاریخ طبری، ج ۵،ص ۴۳۰۔۴۳۱)

یہ واقعہ یکم رمضان ۶۵ھ کو ہوا اور مروان اس وقت چونسٹھ سال کا تھا، اس کی ولایت شام و مصر پر آٹھ مہینے سے نہ بڑھی۔(طبقات ابن سعد حصہ پنجم ص ۶۲)

مروان کے متعلق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک روز اسے (مروان کو) دیکھا تو کہا کہ یہ اپنی کاکلیں (زلفیں) سفید ہونے کے بعد ضرور ضرور گمراہی کا جھنڈا اُٹھائے گا اور اس کے لیے ایک مرتبہ اس طرح حکومت ہوگی جس طرح کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔(طبقات ابن سعد، حصہ پنجم، ص ۶۲)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مروان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''اہلِ بیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے۔یہ لوازمِ سنت اور محبت اہلِ بیت سے ہے کہ مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہنا چاہیے اور اس سے دل بے زار رہنا چاہیے علی الخصوص اس نے نہایت بدسلوکی حضرت امام حسین اور اہلِ بیت کے ساتھ کی اور کامل عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا اس خیال سے اس شیطان سے نہایت ہی بیزار رہنا چاہیے''۔(فتاویٰ عزیزی اردو، ج ۱،ص ۲۴۲)

مولانا محمود الحسن دیوبندی کا فتویٰ

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب مروان کے متعلق فرماتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ جس نے سب سے پہلے نمازِ عیدین سے قبل خطبہ دیا وہ مروان ابن

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

حکم تھا۔ مروان پرلے درجے کا ظالم اور سنتِ نبوی کو پیٹھ دکھانے والا اور اس سے منہ موڑنے والا تھا اور لوگوں پر جمعہ اور عیدین کے مجمع عام میں سبّ وشتم کرتا تھا اور لوگ اس سبّ وشتم کی وجہ سے نمازِ عید کے بعد اس کے خطبے کا انتظار کیے بغیر چلے جاتے تھے۔ اس لیے اس نے نماز پر خطبے کو مقدم کیا تاکہ لوگ منتشر نہ ہوسکیں۔ کیوں کہ ان کے لیے نماز کا انتظار تو ناگزیر تھا۔'' (تقریر ترمذی بحوالہ شہید کربلا کا دفاع ص ۳۴۷)

مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

مولانا رشید احمد گنگوہی اس پر مزید یوں روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''مروان نے سب سے پہلے بری نیت کے ساتھ خطبہ کو نماز پر مقدم کیا وہ اپنے خطبہ میں اہلِ بیت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پر طعن وتعریض کرتا تھا اور ان کے حق میں بے ادبی کرتا تھا تب لوگوں نے یہ دیکھا وہ اہلِ بیت کی ایذا رسانی پر صبر نہ کر سکے۔ اور وہ نماز کے بعد خطبہ سنے بغیر جانے لگے تب مروان نے خطبہ مقدم کر دیا۔ اس طرح لوگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اہلِ بیت پر سبّ وشتم کو سنیں۔'' (الکوکب الدری بحوالہ شہید کربلا کا دفاع، ص ۳۴۸ مؤلفہ مولانا حسن احمد صدیقی فاضل دار العلوم دیوبند۔ مطبوعہ مکتبہ روحانی دنیا دیوبند)

مولانا ابوالکلام آزاد[1] کا فتویٰ

جماعت اہلحدیث (غیر مقلدین) کا امام الہند ابوالکلام آزاد مروان کے بارے میں

[1] مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق مشہور غیر مقلد مؤرخ مولانا قاضی محمد اسلم سیف لکھتے ہیں ''مسلکِ اہلحدیث سے انہیں (ابوالکلام آزاد) کو بہت لگاؤ تھا اور پوری زندگی مسلکِ اہلحدیث پر عمل پیرا ہونے میں بسر کی۔ اکابر علمائے اہلحدیث سے انھیں محبت تھی۔۔۔۔۔۔۔ ان کی زندگی کے لیل ونہار ہمارے لیے مشعل راہ اور روشنی کے مینار ہیں۔ (تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں ص ۴۰۴)

ایک دوسرا غیر مقلد مؤرخ عبدالرشید عراقی یوں رقم طراز ہے:

''ایسی جلیل القدر اور عہد آفرین شخصیتیں مدتوں میں پیدا ہوتی ہیں آپ عظیم مفکر اور مدبر تھے۔۔۔۔۔ وہ شہسوار علم تھے وہ فطرتاً عبقری تھے وہ عظیم عالم تھے۔ اور علم وفن کے امام ومجتہد تھے۔ (برصغیر (ہندوپاک) میں علمائے اہلحدیث کے علمی کارنامے ص ۲۴۱)

یوں تحریر کرتے ہیں:

''مروان کی عبادت سے بدذوقی کا یہ حال تھا کہ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا اور مقتدیوں کو شرکت کا موقع دینا بھی اس کی جلد بازی پر نہایت شاق گذرتا تھا۔ سورۂ فاتحہ ختم کرتے ہی بلا سکتہ کے قرأۃ شروع کر دیتا۔ حالانکہ احادیث میں آمین کہنے کی نہایت درجہ فضیلت وارد ہے۔۔۔۔۔۔ لوگ اس کی یاوہ گوئی سننا پسند نہیں کرتے تھے اس لیے اکثر ایسا ہوتا کہ عید کے دن نماز کے بعد ہی مجمع منتشر ہو جاتا۔ خطبہ کا لوگ انتظار نہ کرتے۔ یہ حال دیکھ کر مروان نے ایک مرتبہ چاہا کہ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دے دے تاکہ نماز کے انتظار کی وجہ سے لوگوں کو مجبوراً خطبہ سننا پڑے حالانکہ یہ صریح سنت کے خلاف تھا۔ سنۃ ثابتۃ خطبہ عید کے بارے میں یہی ہے کہ نماز پہلے ادا کی جائے پھر خطبہ دیا جائے۔'' (مسئلہ خلافت، ص ۹۵)

یزید پر ایک تحقیقی نظر یزید

یزید اسلام کی رو سے نااہل اور ناخلف تھا کہ نہیں؟ اس سوال کا جواب اسلام اور تاریخ اسلام سے واقفیت رکھنے والا ایک عام پڑھا لکھا آدمی بھی دے سکتا ہے۔ یزید پلید وہ بدبخت انسان ہے جس نے شہزادۂ کونین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس خون سے اپنی پیشانی کو داغدار کیا ہے۔ یزید نے اسلام کی روحِ جمہوریت (Islamic Spirit of Democracy) کو پامال کر کے ایک شخصی حکومت کی بنیاد رکھی اور اسلامی خلافت کے اُصولوں کو توڑ کر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تبدیل کر کے دین میں رخنہ پیدا کیا ہے۔ قرآنی آئین کو ٹھکرا کر احکامِ خداوندی سے منہ پھیرا۔ اور پھر فسق وفجور اور عیاشی وفحاشی وغیرہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوا۔

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ اور اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حرمت کو پامال کیا۔ ایسے فاسق و فاجر اور نااہل وناخلف یزید کو امیر المؤمنین، پیدائشی جنتی اور خلیفۂ برحق سمجھنے والے، کہنے والے اور لکھنے والے خارجی مولوی بتائیں کہ یزید نے یہ سب کچھ کیا تھا یا نہیں؟ اگر جواب

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

نفی میں ہے تو ثابت کرو اور اگر کیا تھا تو پھر طرف داری کیوں؟

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کے بیچ کھاتا ہے
کلیم بوذرو دلق اویس و چادر زہرا

عبدالرؤف گلاب وہابیؔ یزید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

(۳) ''یزید ایک دین پسند با اخلاق اور لائق مسلم بادشاہ تھا۔'' (مروان اور یزید، ص ۳۳، مولف عبدالرؤف گلاب)

مزید ایک اور جگہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتا ہے:

''یزید کی ذات میں قابل تعریف صفات حلم وکرم، فصاحت وشاعری اور شجاعت و بہادری کی تھیں اور وہ حکومت کے معاملے میں عمدہ رائے رکھتے تھے اور وہ خوبصورت اور خوب سیرت تھے۔'' (مروان و یزید، باب دوم ص ۲۱)

عبدالرؤف گلاب نے اس معاملے میں اپنے اکابروں کی طرح صرف اپنے مطلب کی بات پیش کی۔ مگر کاش البدایہ والنہایہ میں ان سطروں کے فوراً بعد حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ کا پورا حوالہ پیش کرتے تو بات واضح ہو جاتی۔ مگر کیا کریں ان کی عادت جو ہے میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو۔ لہٰذا اب ہم بھی سب سے پہلے حافظ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمہ کی رائے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ حق واضح ہو جائے اور جھوٹ کا منہ کالا ہو جائے۔

یزید حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

عبدالرؤف گلاب نے اپنی کتاب میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو عبارت پیش کی اسی عبارت کے ساتھ آگے یہ عبارت بھی موجود ہے جس کو گلاب صاحب نے کمالِ خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھوڑ دیا کیوں کہ اس میں یزید کے خصائلِ مذمومہ کا بیان تھا۔ بقیہ عبارت ملاحظہ فرمایئے:

''وَکَانَ فِیْهِ اَیْضًا اِقْبَالُ الشَّهَوَاتِ وَتَرْكُ بَعْضِ الصَّلٰوتِ فِیْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ وَاِمَاتُهَا فِیْ غَالِبِ الْاَوْقَاتِ وَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا اَبُوْ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا حَیْوَةُ حَدَّثَنِیْ بَشِیْرُ بْنُ اَبِیْ عُمَرٍ وَ الْخَوْلَانِیْ اَنَّ الْوَلِیْدُ بْنَ قَیْسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّیْنَ سَنَةً اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا۔ (البدایہ والنہایہ عربی، ج ۸، ص ۲۳۰۔ اردو ج ۸، ص ۴۶۰)

یعنی اور اسی طرح اس (یزید) میں شہوات اور بعض اوقات بعض نمازوں کے ترک کرنے اور اکثر اوقات انھیں نہ پڑھنے کی عادت بھی پائی جاتی تھی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا ہے کہ حبوت نے ہم سے بیان کیا کہ بشیر بن ابی عمر وخولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس نے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہواتِ نفسانیہ کی پیروی کریں گے تو عن قریب وہ (جہنم کی وادی) غیّ میں جا گریں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کی شہوت رانی اور نمازیں ضائع کرنے کے ساتھ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کر کے اس پوری یزیدی پلٹن کا انجام بیان کر دیا۔ جس سے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی تھی اور اسی کو نظر انداز کر کر چھوڑ دینا بد ترین خیانت ہے۔

مزید ایک اور جگہ امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ یَزِیْدُ کَانَ قَدِ اشْتَهَرَ بِالْمَعَازِفِ وَ شُرْبِ الْخَمْرِ وَالْغِنَا وَالصَّیْدَ وَاتِّخَاذِ الْغِلْمَانِ وَالْقِیَانِ وَالْکِلَابِ وَالنِّکَاحِ بَیْنَ الْکَبَاشِ وَالدِّبَابِ وَالْقُرُوْدِ وَمَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا یُصْبِحُ فِیْهِ مَخْمُوْرًا وَ کَانَ یَشُدُّ الْقِرْدَ عَلٰی فَرَسٍ مُسْرِجَةٍ بِحِبَالٍ وَیَسُوْقُ بِهٖ وَیَلْبِسُ الْقِرْدَ قَلَانِسَ الذَّهَبِ وَ کَذٰلِكَ الْغِلْمَانَ وَکَانَ یُسَابِقُ بَیْنَ الْخَیْلِ وَکَانَ اِذَا مَاتَ الْقِرْدَ حَزِنَ

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

عَلَیۡہِ وَقِیۡلَ اَنَّ سَبَبَ مَوۡتِہٖ اَنَّہٗ حَمَلُ قِرۡدَۃً وَجَعَلَ یَنۡقُزُھَا فَعَضَّتۡہُ وَذَکَرُوۡا عَنۡہُ غَیۡرَ ذٰلِکَ وَاللہُ اَعۡلَمُ بِصِحَّۃِ ذٰلِکَ۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۳۵)

یعنی اور بے شک روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات، شراب نوشی، گانا بجانا سننے، شکار کرنے، غلام اور لونڈیاں بنانے، کتے پالنے، مینڈھوں، ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا۔ ہر صبح کو وہ مخمور ہوتا، وہ زین دار گھوڑے پر زین سے باندھ دیتا اور وہ اسے چلاتا اور بندر کو سونے کی ٹوپی پہناتا اور یہی حال غلاموں کا تھا اور وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غم کرتا اور کہا گیا ہے کہ اس کی (یزید کی) موت کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک بندر کو اٹھایا ہوا تھا اور اس کو اچھالتا تھا کہ اس نے اس کو کاٹ لیا۔ مؤرخین نے اس کے علاوہ بھی اس کے قبائح بیان کیے ہیں۔ واللہ اعلم بصحۃ ذٰلک۔

اب رہا یزید کا حکم و کرم، فصاحت و شعر گوئی، شجاعت و بہادری اور معاملاتِ حکومت میں اچھا ہونا تو اس قسم کے صفات تو غیر مسلم بادشاہوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جرمنی سے تعلق رکھنے والا سفاک و جابر حکمران اور ایک طاقتور آمر جس کو دنیا ایڈولف ہٹلر کے نام سے جانتی ہے۔ اس کے متعلق مؤرخین تحریر کرتے ہیں کہ ہٹلر نے حبّ الوطنی کے جذبے میں شادی نہیں کی۔ عورت ذات کا اس کے دل میں بڑا احترام تھا وہ عورت کو ماں کی شکل میں دیکھتا ہے۔۔۔ ہٹلر ہر طرح کی عیش پسندی سے دور رہا۔۔۔ وہ علی الصبح اٹھ کر اپنے دفتر میں کام شروع کر دیتا تھا اور شام تک کام کرتا رہتا۔۔۔ اس میں رہبر بننے کے سارے اوصاف موجود ہیں۔ پھرتی، بہادری، جنگی فہم اس کی خصوصیات ہیں۔ وہ دور اندیش اور حوصلہ مند ہے۔ مزدوروں سے اسے خاص طور پر محبت ہے۔ گھمنڈ اور عیاری تو وہ جانتا ہی نہیں۔

(ہٹلر اعظم[1] ص ۲۳۱۔ ۲۳۲ مصنف پروفیسر چندر شیکھر شاستری، مطبوعہ کراچی پاکستان)

مگر ایک مومن کے کردار کا پتہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق سے ہی سے چلتا ہے، جب وہ درست نہ ہوا تو حقیقت میں کچھ بھی درست نہ ہوا۔

---

[1] پروفیسر چندر شیکھر نے یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں ''ہٹلر مہان'' کے نام سے ہندی میں لکھی جب کہ ہٹلر نے ۳۰ اپریل ۱۹۴۵ء میں خود کشی کی ہے۔

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی — گستاخ و بے ادب تھی جبلت یزید کی
حد سے گذر چکی تھی شرارت یزید کی — مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی
بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا — بد خلق اور جابر و ظالم یزید تھا

یزید اور احادیث کریمہ

ہمارے پیارے آقا حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو مخلوقات کی ابتدا سے لے کر آخر یعنی جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے سب حالات بیان فرمائے تھے۔ چنانچہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَاَخۡبَرَنَا عَنۡ بَدۡءِ الۡخَلۡقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھۡلُ الۡجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمۡ وَاَھۡلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمۡ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنۡ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنۡ نَسِیَہٗ۔

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداءِ خلق سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اس کو جس نے بھلا دیا۔ (صحیح بخاری شریف کتاب بدء الخلق)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتدائے خلق سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخلے تک کا علم دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں آیا کہ ان کے نام، ان کے باپوں اور ان کے قبائل تک کے ناموں کا علم بھی آپ کو دیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (ایک دن) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں دو کتابیں تھیں۔ فَقَالَ اَتَدۡرُوۡنَ مَا ھٰذَانِ الۡکِتَابَانِ فَقُلۡنَا لَا یَا رَسُوۡلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنۡ تُخۡبِرَنَا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ان دو کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے۔ فَقَالَ لِلَّذِیۡ فِیۡ یَدِہِ الۡیُمۡنٰی ھٰذَا

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ اٰبَاءِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتٰبٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَاءِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَيُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَداً ۔ آپ ﷺ نے داہنے ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا یہ تمام جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں جنتیوں، ان کے آباء واجداد اور قبائل کے نام ہیں۔ آخر میں ان کی میزان ہے۔ اب ان میں کبھی بھی کمی یا زیادتی نہ ہوگی۔ پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا اس میں اہلِ جہنم، ان کے آباء واجداد اور قبائل کے نام ہیں۔ آخر میں کل تعداد ہے اور اب کبھی بھی ان میں کمی یا زیادتی نہ ہوگی۔ الخ (جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب القدر باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ واھل النار)

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم دانائے غیوب منزہ عن العیوب ﷺ کو یہ علم بھی اللہ عزوجل نے عطا فرمایا کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے۔ بلکہ حضور ﷺ نے قیامت تک جتنے بانیانِ فتنہ وفساد ہونے والے ہیں، ان کے متعلق بھی سب کچھ بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَصْحَابِيْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهٗ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ۔ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھی بھول گئے یا بھولے بن بیٹھے۔ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی فتنے کے قائد کو نہیں چھوڑا جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تک پہنچے یا اس سے زیادہ۔ مگر ہمیں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام تک بتادیا۔ (سنن ابو داؤد شریف کتاب الفتن، مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن الفصل الثانی)

اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے یزیدی فتنہ کی خبر بھی دی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِيْ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلُ مَنْ يَثْلِمُهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ۔

میری اُمّت کا اَمر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۶، الصواعق المحرقہ ص ۱۳۳، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۶۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَوَّلُ مَنْ يُّبَدِّلُ سُنَّتِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرمایا پہلا وہ شخص جو میرے طریقہ کو بدلے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔ (الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اھل البدع والزندقۃ۔ ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ، بیروت، لبنان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا ہے: اَوَّلُ مَنْ يُّغَيِّرُ سُنَّتِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ ۔ کہ میری سنّت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی اُمیہ سے ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۶۱)

یزید کے بارے میں صحیح بخاری شریف میں متعدد روایات موجود ہیں جن میں یزید کی بدکرداری اور بداطواری کی پوری طرح نشان دہی کردی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ۔

مجھ کو رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے علم یاد ہیں پس ان دونوں میں سے ایک کو تو میں

IT DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

نے پھیلا دیا ہے یعنی لوگوں کو بتلا دیا ہے اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو کٹ جائے رگ زندگی کی۔ (صحیح بخاری شریف جلد اوّل کتاب العلم باب حفظ العلم۔ ترجمہ از محمد ابوالحسن سیالکوٹی غیر مقلد)

اس حدیث شریف کی شرح میں مشہور و معروف محدث شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباری[1]" میں تحریر فرماتے ہیں۔

وحمل العلماء الوعاء الذی لم یبثه علی الاحادیث التی فیها تبیین اسامی امرا السوء واحوالهم و زمنهم وقد کان ابو هریرة یکنی عن بعضه و لا یصرح به خوفا علیٰ نفسه منهم کقوله "اعوذ ابالله من رأس الستین وامارة الصبیان" بشیر الیٰ خلافة یزید بن معاویة لانها کانت سنة ستین من الهجرة و استجاب الله دعاء ابی هریرة فمات قبلها بسنة۔ (فتح الباری ج قول ص ۲۷۲) اس کا ترجمہ غیر مقلد (اہلحدیث) مترجم عالم کا ہی ملاحظہ فرمائیے۔

"علما کہتے ہیں جس علم کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پھیلایا اس سے وہ حدیثیں مراد ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام کی تعین اور ان کے حالات کی مذمت تھی۔ جیسے یزید بن معاویہ وغیرہ حاکم پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوف کے مارے کسی سے ان کا نام نہیں بتلاتے تھے کہ مبادا وہ دشمن ہو کر مجھ کو نہ مار ڈالیں۔ یعنی جب سنیں گے کہ وہ ان کے فعل کو عیب کرتا ہے اور ان کی کوشش کی تضلیل کرتا ہے تو اس کا سر کاٹ ڈالیں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعضوں کا نام کنایۃً لیتے تھے لیکن کھلم کھلا ان کا نام نہ لیتے تھے واسطے خوف اپنی جان کے۔ چنانچہ کہتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ساٹھ برس کے سرے سے اور لڑکوں کی حکومت سے۔ اشارہ کرتے تھے طرف حکومت یزید بن معاویہ کی۔ اس واسطے کہ ۶۰ ہجری میں وہ حاکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے

[1] فتح الباری کے بارے میں غیر مقلدین کا مشہور و معتبر عالم اور محقق محمد ابراہیم میر سیالکوٹی یوں رقم طراز ہے۔ "سب سے زیادہ مفید فتح الباری شرح بخاری ہے۔۔۔۔۔ علم حدیث کے متعلق اسلامی کتب میں یہ کتاب سب سے زیادہ قابل قدر ہے اس کتاب پر یہ مثل بالکل صادق ہے: کل الصید فی جوف الفرا اور نیز ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ (احکام المرام ص ۱۳۵۔۱۳۶ مطبوعہ مکتبہ الفہیم مؤناتھ بھنجن یوپی)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول کی۔ اس سے پہلے ایک سال انتقال کیا۔ (فیض الباری اردو ترجمہ فتح الباری ج ۱ ص ۲۳۷ مترجم محمد ابوالحسن سیالکوٹی شاگرد اوّل غیر مقلدین کے استاذ العرب والعجم شیخ الکل امام الفقہا والمحدثین محمد نذیر حسین دہلوی)

جماعتِ اہلحدیث (غیر مقلدین) کے بلند پایہ عالم دین مولانا وحید الزماں حیدر آبادی اس حدیث کی شرح میں یوں رقم طراز ہیں:

"دوسرے علم سے مراد وہ باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتلائی تھیں کہ میرے بعد ایسے ایسے ظالم حاکم ہوں گے اور وہ ایسے ایسے برے کام کر دیں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کبھی اشارے کے طور پر ان باتوں کا ذکر بھی کیا ہے جیسے کہا میں ۶۰ ھ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور چھوکروں کی حکومت سے۔ اسی سن میں یزید پلید بادشاہ ہوا۔ (تیسر الباری ترجمہ و شرح صحیح بخاری، جلد اوّل، ص ۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: هَلَكَةُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٌ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ۔

کہ میں نے الصادق المصدوق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری اُمت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو (یہ سن کر) مروان نے کہا ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ وہ فلاں بن فلاں اور فلاں فلاں ہے۔ (صحیح بخاری شریف ج ۲ کتاب الفتن باب قول النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هلاك امتى على يدى اغيلمة سفهاء۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن الفصل الاوّل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ سَنَةِ سِتِّيْنَ وَمِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ۔ ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت و

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

حکومت سے اللہ کی پناہ مانگو۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ اُعِيْذُكَ بِاللهِ مِنْ اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اِمَارَةُ السُّفَهَاءِ ۔ قَالَ يُوْشَكُ اَنْ تَكُوْنَ اَمَرَاءُ اِنْ حَدَّثُوْا كَذَّبُوْا وَاِنْ عَمِلُوْا ظَلَمُوْا فَمَنْ جَاءَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلٰى حَوْضِيْ غَدًا وَمَنْ لَمْ يَأْتِهِمْ وَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْهُمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ يَرِدُ عَلٰى حَوْضِيْ غَدًا ۔

اے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ میں تجھ کو بے وقوفوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بے وقوفوں کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا عن قریب ایسے امراء ہوں گے کہ بات کریں گے جھوٹ بولیں گے اور عمل کریں گے تو ظلم کریں گے۔ پس جو اُن کے پاس آکر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں اور نہ وہ کل (قیامت کے دن) میرے حوضِ کوثر پر آئے گا اور جو اُن کے پاس نہیں آئے گا اور نہ ان کی تصدیق کرے گا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے گا، وہ مجھ سے ہے اور مَیں اس سے ہوں اور وہ کل (قیامت کے دن) میرے حوضِ کوثر پر آئے گا۔ (کنزالعمال، ج۵، ص۷۷۴)

اِن احادیثِ مبارکہ میں ان بدعقل اُمرا کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں جو اُمتِ مسلمہ کو ہلاک کردیں گے اور جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے۔ ایسے جھوٹے، ظالم اور بے وقوف صبیان اُمرا ساٹھ ہجری میں ہوئے، جن کے ہاتھوں اُمت کی اور دین و دنیا کی تباہی و بربادی کی خبریں دی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان سے اللہ کی پناہ کی دعا مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ابنِ ابی شیبہ کی روایت بیان فرماتے ہیں:

اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَمْشِيْ فِي السُّوْقِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُدْرِكْنِيْ سَنَةُ

سِتِّيْنَ وَلَا اِمَارَةُ الصِّبْيَانِ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے ہوئے بھی (بارگاہِ الٰہی میں یہ) عرض کیا کرتے تھے کہ اے اللہ عزوجل میں ساٹھ ہجری کا سال اور صبیان کی امارت و حکومت نہ پاؤں یعنی اس سے پہلے مجھے وفات دے دے۔ (فتح الباری، ج۱۳، ص۱۱)

اب ان احادیث کی شرح میں شارحین کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وَفِيْ اَشَارَةٌ اِنَّ اَوَّلَ الْاُغَيْلِمَةِ كَانَ فِيْ سَنَةِ سِتِّيْنَ وَهُوَ كَذَالِكَ فَاِنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ اُسْتَخْلِفَ فِيْهَا وَبَقِيَ اِلٰى سَنَةِ اَرْبَعٍ وَّسِتِّيْنَ فَمَاتَ ۔

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ان لڑکوں میں پہلا لڑکا ۶۰ ہجری میں ہوگا چنانچہ وہی ہوا کیوں کہ یزید بن معاویہ ساٹھ ۶۰ ہجری ہی میں خلیفہ بنا اور چونسٹھ ۶۴ ہجری تک باقی رہا پھر مر گیا۔ (فتح الباری، ج۱۳، ص۱۱)

اور یہی امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وَاِنَّ اَوَّلَهُمْ يَزِيْدُ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَأْسُ سِتِّيْنَ وَ اِمَارَةَ الصِّبْيَانِ فَاِنَّ يَزِيْدَ كَانَ غَالِبًا يَنْتَزِعُ الشُّيُوْخَ مِنْ اِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْكِبَارِ وَيُوَلِّيْهَا الْاَصَاغِرَ مِنْ اَقَارِبِهٖ ۔

اور ان لڑکوں میں پہلا یزید ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول راس ستین اور امارۃ الصبیان اس پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ یزید اکثر حالات میں بزرگوں کو بڑے بڑے شہروں سے الگ کر کے ان کی جگہ اپنے اقارب میں سے نوعمر لڑکوں کو (عہدوں پر) مقرر کرتا تھا۔ (فتح الباری ج۱۳ ص۱۲)

(۲) امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ حدیث هلاك امتی علی یدی اغیلمة سفهاء کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَاَوَّلُهُمْ يَزِيْدُ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّ وَكَانَ غَالِبًا يَنْزَعُ الشُّيُوْخَ مِنْ

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

إِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْكِبَارِ وَيُوَلِّيهِمَا الْأَصَاغِرَ مِنْ أَقَارِبِهِ۔

اوران لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے اس پر وہی پڑے جس کا وہ مستحق ہے وہ اکثر احوال میں بزرگوں کے بڑے بڑے شہروں کی حکومت وامارت سے ہٹا کر ان کی جگہ اپنے عزیز و اقارب میں سے نوعمر لڑکوں کو مقرر کرتا تھا۔(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ١٦، ص ٣٣٣)

(٣) امام شیخ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

أَيْ عَلَى أَيْدِي الشُّبَّانِ الَّذِيْنَ مَا وَصَلُوْا إِلَى مَرْتَبَةِ كَمَالِ الْعَقْلِ وَاحْدَاثِ السِّنِّ الَّذِيْنَ لَا مُبَالَاةَ لَهُمْ بِأَصْحَابِ الْوَقَارِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ مَا وَقَعَ بَيْنَ عُثْمَانَ وَقَتَلَتِهِ وَبَيْنَ عَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ وَمَنْ قَاتَلَهُمْ قَالَ الْمُظْهِرُ لَعَلَّهُ أُرِيْدَ بِهِمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِثْلَ يَزِيْدَ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَغَيْرِهِمَا۔

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قول اغیلمہ سے مراد وہ نوجوان ہیں جو کمال عقل کے مرتبہ تک نہیں پہنچے اور وہ نوعمر ہیں جو باوقار اصحاب کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑے۔ المظہر نے فرمایا ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد ہوئے جیسے یزید اور عبدالملک بن مروان وغیرہما۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ١٠، ص ١٧)

(٤) شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

مراد بآں غلمہ کشتگان عثمان و علی و حسن و حسین اند رضی اللہ عنہم اجمعین و امثال ایشان اند اہلِ فتنہ و بغی و ظلمہ و در مجمع البحار آوردہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ می شناخت ایشاں را باسما و اشخاص ایشاں و سکوت میکرد از تعین و نام بروں ایشاں از جہت رس و مفسدہ و مراد یزید بن معاویہ و عبیداللہ بن زیاد و مانند ایشاں اند از احداث و نوسالاں بنی امیہ۔ خذلہم اللہ و بتحقیق صادر شد از ایشاں از قتل اہلِ بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بند کردن ایشان و کشتن خیار مہاجرین و انصار

آنچہ شدہ و صادر شد از حجاج کہ امر الامراء عبدالملک بن مروان بود و از سلیمان بن عبدالملک و اولاد او از ریختن خون ہا و تلف کردن مال ہا آنچہ پوشیدہ نیست بر ہیچ کس۔"

ان سے مراد وہ فتن اور ظالم جھگڑے ہیں جنھوں نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ایسے دیگر اہم افراد کو شہید کیا۔ مجمع البحار میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان افراد کے نام اور ذوات کو جانتے تھے مگر فتنہ وفساد کے خوف کے پیش نظر نام نہیں لیتے تھے۔ ان میں سے بنوامیہ کے چھوکرے یزید بن معاویہ اور عبیداللہ بن زیاد بھی ہیں۔ اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ انھوں نے اہلِ بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید وقید کیا۔ اسی طرح کبار صحابہ متاخرین وانصار صحابہ کو شہید کیا اور عبدالملک کے دور کے گورنر حجاج اور سلیمان بن عبدالملک اور اس کی اولاد نے جو خون بہائے وہ کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں۔(اشعۃ اللمعات ج ٤، ص ٢٨٢۔ ٢٨٣)

(٥) غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا وحید الزمان حیدر آبادی[1] باب هلاك امتی علی يدا غيلمة سفهاء اور حيث هلكة امتی علیٰ يدی غلمة کی شرح میں یوں رقم طراز ہیں:

"چھوکروں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے۔ یہ خرابی اسلام میں یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی وہ کم بخت ایک کمسن چھوکرا تھا۔ بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت تک موجود تھے اس کو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا لیکن زور زبردستی حاکم بن بیٹھا۔ آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی کہ پناہ بخدا۔ مسلمانوں کے سردار امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے

[1] مولانا وحید الزمان مترجم صحاح ستہ کے بارے میں غیر مقلدین کے مورخین یوں رقم طراز ہیں: "مولانا وحید الزمان جید عالم، عظیم محدث، ممتاز فاضل، ماہر حدیث اور عربی سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے سلسلے میں لاثانی تھے۔" (تاریخ اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں ص ٧٠٤۔ مصنفہ مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری)

"مولانا وحید الزمان ایک بلند پایہ عالمِ دین، مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مورخ، متکلم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف، اور عربی، فارسی اور اردو کے بلند رتبہ ادیب تھے۔" (چالیس علمائے اہلحدیث، ص ١٥٣۔ مصنف عبدالرشید عراقی)

I.T.DEPARTMENT SOUTH AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

جن سے اسلام کی زینت تھی۔ اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی۔ بہت سے صحابہ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آن کر شہید کیا۔ لعنۃ اللہ علی یزید و علی اتباعہ۔ (تیسیر الباری، ج۹، ص ۱۳۱)

آگے یوں رقم طراز ہیں:

''انھوں نے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے۔ مروان خود ان چھوکروں میں داخل تھا گویا اس نے اپنے اوپر لعنت کی۔ حدیثوں میں جن کو طبرانی وغیرہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے باپ حکم پر لعنت کی اور اس کی اولاد پر بھی لعنت کی۔۔۔۔ حافظ نے کہا ان چھوکروں میں پہلا چھوکرا یزید پلید تھا اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھوکروں کی حکومت سے اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے، اگر نہ سنو تو وہ تم کو برباد کریں گے۔ دوسری روایت میں ابن ابی شیبہ سے یوں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ ۶۰ ہجری مجھ کو مت دکھلانا۔ چھوکروں کی حکومت ۶۰ ہجری میں یزید خلیفہ ہوا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی۔ وہ ایک سال پہلے دنیا سے گذر گئے۔ تفتازانی نے کہا جس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا۔ یا آپ کے قتل کو جائز رکھا۔ یا اس سے خوش ہوا وہ بالاتفاق ملعون ہے اور یزید سے یہ باتیں بتواتر ثابت ہیں اس پر اور اس کے مددگاروں سب پر لعنت۔ (تیسیر الباری ج۹ ص ۱۳۲)

عبدالرؤف گلاب کا سب سے بڑا حربہ حدیث قسطنطنیہ

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی تقلید کو حرام اور شرک قرار دینے والے عبدالرؤف گلاب خود ایک بہت بڑے خارجی ملا محمود عباسی کی تقلید کرتے ہوئے یزید کو جنتی اور مغفور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ قیصر یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والی مسلمانوں

کی سب سے پہلی فوج کو مغفرت کا یعنی ان کے جنتی ہونے کا بطور پیشن گوئی کے اعلان فرمایا تھا۔ بخاری شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: **اوّل جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم**۔ (بخاری شریف پارہ ۱۱ ص ۹۲) یعنی میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اس کی بخشش ہوگی۔

بخاری شریف پارہ ۵ میں ہے: **قال محمود ابن الربیع محدثتھا** (محدثتھا غلط ہے اصل لفظ فتحدثتھا ہے) **قوما فیھم ابو ایوب الانصاری فی غزوۃ التی توفی فیھا و یزید بن معاویۃ علیھم بارض الروم**۔ یعنی اس جنگ میں ابو ایوب انصاری کی شہادت ہوئی اور یزید بن معاویہ اس کے سردار تھے۔ (مروان اور یزید ص ۲۱۔۲۲ باب دوم)

خلاصۂ کلام میں آگے یوں دعویٰ کرتا ہے:

(۴) یزید بن معاویہ واحد تابعی ہے جس کے جنتی ہونے کی بشارت رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔'' (مروان اور یزید ص ۳۳ باب دوم)

کیا یزید اوّل جیش میں شریک تھا؟

اس حدیث مبارک سے استدلال کرنے والے عبدالرؤف گلاب کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ارشادِ گرامی اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جن کے پیش نظر قیامت تک کے حالات تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطلقاً نہیں فرمایا کہ جتنے بھی قیصر کے شہر میں غزوہ کریں گے ان سب کے لیے بخشش ہے بلکہ اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ فرما کر مغفرت کو پہلے لشکر کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔ لیکن قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والا یزید ہے یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ کیوں کہ بقول مولانا عبدالحق مصباحی ''قسطنطنیہ پر متعدد بار حملے ہوئے۔ ۴۶ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد (رضی اللہ عنہما) کی زیر قیادت ۴۹ھ میں سفیان بن عوف کی ماتحتی میں ۵۲ھ میں یزید کی سرکردگی میں۔ ان سب میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک ہوئے اور اخیر میں ۵۲ھ میں وہیں وصال فرمایا۔ (تحفظ عقائد نمبر، ص ۶۷۴)

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

 FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

اس دعویٰ کی تائید سنن ابوداود شریف، البدایہ والنہایہ، الکامل فی التاریخ، اسد الغابہ وغیرہ معتمد و مشہور کتب احادیث و تاریخ سے ہوتا ہے۔ صحاح ستہ کی مشہور و معروف کتاب سنن ابوداؤد شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابوعمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَالرُّوْمُ مُلْصِقُوْا ظُهُوْرِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِيْنَةِ فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ مَهْ مَهْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُلْقِيْ بِيَدَيْهِ اِلَى التَّهْلُكَةِ فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ اِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا مَعَاشِرَ الْاَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَظْهَرَ الْاِسْلَامَ قُلْنَا هَلُمَّ نُقِيْمُ فِيْ اَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فَالْاِلْقَآءُ بِاَيْدِيْنَآ اِلَى التَّهْلُكَةِ اَنْ نُقِيْمَ فِيْ اَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ قَالَ اَبُوْ عِمْرَانَ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْ اَيُّوْبَ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى دُفِنَ بِالْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ۔

ہم جہاد کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ (استنبول) کی طرف روانہ ہوئے اور سپہ سالار عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما تھے۔ رومی اپنی پیٹھ شہر پناہ سے ملائے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے دشمن پر حملہ کر دیا اس پر لوگوں نے کہا بس بس لآ الٰہ الا اللہ یہ صاحب اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا اب ہم اپنے کاروبار میں لگ جائیں، اسے درست کر لیں اور جہاد چھوڑ دیں۔ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا جہاد چھوڑنا ہے۔ ابوعمران نے کہا کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ راہِ خدا میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب جہاد، باب فی قولہ عزوجل ولا تلقوا بأیدیك الی التھلکة)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا۔ اس کا امیر عالم

اسلام کے مشہور جرنیل و سپہ سالار سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تھے نہ کہ یزید پلید۔ چونکہ سنن ابوداؤد شریف میں یہ نہیں ہے کہ یہ حملہ کس سنہ میں ہوا تھا مگر یہ صراحت ہے کہ پہلے حملے کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما تھے۔ تو اس کا پتہ لگا لینا بہت آسان ہے کیوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کا وصال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوا۔ جیسا کہ البدایہ والنہایہ، کامل ابن اثیر اور اسد الغابہ میں ہے:

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۵۷ وقائع ۴۶ھ مطبوعہ دار الغد الجدید قاہرہ مصر میں امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ تاریخ الطبری جلد ۳ ص ۲۰۲ یوں تحریر فرماتے ہیں:

وقد ذکر ابن جریر وغیرہ ان رجلا یقال لہ ابن اثال و کان رئیس الذمہ بارض حمص۔ سقاہ شربۃ فیھا سم فمات۔

حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ سرزمین حمص میں ابن اثال نام کا ایک شخص ذمیوں (کافروں) کا رئیس تھا۔ اس نے آپ کو ایک مشروب پلایا جس میں زہر تھا جس سے آپ کی وفات ہوگئی۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۷، ۴۶ھ میں وفات پانے والے اعیان)

(۲) الکامل فی التاریخ جلد ۳ ص ۳۰۹ پر ۴۶ھ کے وقائع میں امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

فلما قدم عبدالرحمٰن من الروم دس الیہ ابن اثال شربۃ مسمومۃ مع بعض ممالیکہ فشربھا فمات بحمص۔ "عبدالرحمٰن بن خالد روم سے واپس ہوئے تو ابن اثال نے فریب دے کر کوئی ایسی چیز پلائی جس میں زہر ملا ہوا تھا، جس کے سبب حمص میں انتقال ہوگیا۔

(۳) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۳ ص ۳۳۵ پر عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ترجمہ میں یہ ہے کہ

I.T. DEPARTMENT SOUT UL AWLIYA

ثم ان عبدالرحمٰن مرض فدخل علیه ابن اثال النصرانی فسقاہ سما فمات۔۔۔ و ذٰلك سنة سبع و اربعین۔

پھر عبدالرحمٰن بیمار ہوئے تو ابن اثال نصرانی ان کے پاس آیا اور ان کو زہر پلا دیا جس کی وجہ سے انتقال ہو گیا اور یہ ۴۷ھ میں ہوا۔

اب جب کہ یہ بات ہو گئی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی وفات ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوئی تو لامحالہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ اس سے پہلے ماننا پڑے گا۔ اس کی تائید امام ابن اثیر اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ کی روایات سے بھی ہوتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما نے پہلا حملہ روم پر ۴۴ھ اور دوسرا حملہ ۴۶ھ میں کیا تھا۔ (دیکھیے الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۲۹۸ اور ص ۳۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ البدایہ والنہایہ عربی ج ۸ ص ۵۷، تاریخ ابن کثیر اردو ج ۸ ص ۷۱ مطبوعہ وناشر۔ مکتبہ دانش دیوبند یوپی)

اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہما نے قسطنطنیہ پر جو حملہ کیا تھا اس میں یزید شریک نہیں ہوا (کیونکہ مورخین یزید کی شرکت جس جنگ میں بتاتے ہیں وہ ۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۲ھ یا ۵۵ھ میں ہوئی) اور چونکہ بروایت صحیح یہی قسطنطنیہ پر بھی پہلا جہاد تھا، اس لیے یزید اوّل **جیش من امتی یغزون مدینة قیصر۔** میں داخل نہیں ہوا۔ لہٰذا بشارت کا بھی مستحق نہ ہوا۔ اور یاد رکھیے کہ سنن ابوداود شریف صحاح ستہ میں سے ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ صحاح ستہ کی روایت عام کتب تاریخ کے مقابلے میں بہرحال قابل ترجیح ہے۔ اب اس پر یہ شبہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شریک تھے جس کا سپہ سالار یزید تھا اس کا جواب فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ یوں دیتے ہیں: ''رہی یہ بات کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال اس جنگ میں ہوا جس کا سپہ سالار یزید تھا تو اس میں کوئی خلجان نہیں اس لیے کہ قسطنطنیہ کا پہلا حملہ جو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہوا آپ اس میں شریک رہے اور پھر بعد میں اس لشکر میں شریک ہوئے جس کا سپہ سالار یزید تھا تو قسطنطنیہ میں آپ کا انتقال ہو گیا اس لیے کہ

قسطنطنیہ پر متعدد بار اسلامی لشکر حملہ آور ہوا ہے۔ (خطباتِ محرم، ص ۳۴۷)

مزید برآں اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے سنہ وصال میں کافی اختلاف ہے۔ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

قال الواقدی مات ابو ایوب بارض الروم سنة ثنتین و خمسین و دفن عند القسطنطنیة و قبرہ هنالك یستسقی به الروم اذا قحطوا وقیل انه مدفون فی حائط القسطنطنیة و علی قبرہ مزار و مسجد و هم یعظمونه وقال ابو زرعه الدمشقی توفی سنه خمس و خمسین، والاوّل اثبت والله اعلم۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے ۵۲ھ میں رومیوں کی سرزمین میں وفات پائی اور قسطنطنیہ کے قریب دفن ہوئے اور جب رومیوں میں قحط پڑتا ہے تو وہ آپ کی قبر کے توسّل سے بارش طلب کرتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو قسطنطنیہ کی دیوار میں دفن کیا گیا ہے اور آپ کی قبر پر مزار اور مسجد ہے اور وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی ہے، پہلا قول زیادہ قوی ہے واللہ اعلم۔ (البدایہ والنہایہ عربی ج ۸ ص ۱۵۱۔ تاریخ ابن کثیر اردو ج ۸ ص ۱۲۹)

اسی البدایہ والنہایہ میں ہے:

فیها غزا یزید بن معاویة بلاد الروم حتیٰ بلغ قسطنطنیة وکان معه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمر و ابن عباس و ابن الزبیر و ابو ایوب الانصاری۔۔۔۔ و فیها توفی ابو ایوب خالد بن زید الانصاری و قیل لم یمت فی هذہ الغزوۃ بل بعدها سنه احی او ثنتین او ثلاث و خمسین کما سیاتی۔

اس سال (۴۹ھ) یزید بن معاویہ نے بلادِ روم کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ سادات صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ قسطنطنیہ پہنچ گیا۔۔۔۔۔ اور اسی میں حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ اس غزوہ میں فوت نہیں ہوئے بلکہ اس کے بعد ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۳ھ کے غزوہ میں فوت ہوئے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۷۶۔۷۷)

کیا یزید غزوۂ قسطنطنیہ میں بخوشی و رضا شریک ہوا؟

جہاد کے لیے تصحیح نیت ضروری ہے یعنی جو جہاد بھی کیا جائے وہ اللہ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہو اور اپنے ذوق و شوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آ کر ناخوشی یا امارت کے خیال سے ہو۔ یزید پلید کے ساتھ یہی صورت ہوئی کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونے کے لیے بالکل تیار نہ تھا اور جہاں تک بن سکا اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ جو مجاہدین اسلام محاذ پر تھے اور وہاں مصیبتیں جھیل رہے تھی، وَبا اور قحط (plague and famine) میں مبتلا تھے۔ تو یہ بڑے ٹھاٹھ سے اپنے عشرت کدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ دادِ عیش دے رہا تھا اور مجاہدین کا مذاق اُڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی سے حکم دے کر بجبر (Forcibly) اس کو محاذ پر روانہ کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون اور الکامل فی التاریخ (الکامل ابن اثیر) میں یوں موجود ہے:

"فی هٰذه السنة۔ وقیل سنة خمسین سیر معاویة جیشا کثیفا الی بلاد الرومه نلغزاةو جعل علیهم سفیان بن عوف امر ابنه یزید بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع و مرض شدید فانشا یزید یقول:

مَا ان ابالی بما لاقت جموعهم   بالفرقدونة من حمی ومن موم

اذا اتکات علی الانماط مرتفقا   بدیر مران عندی ام کلثوم

وام کلثوم امرأته وهی ابنة عبدالله بن عامر فبلغ معاویة شعره فاقسم علیه لیلحقن بسفیان فی ارض الروم لیصیبه ما اصاب الناس فسار ومعه جمع کثیر اضافهم الیه ابوه وکان فی هٰذا الجیش ابن عباس، وابن عمرو ابن الزبیر و ابو ایوب الانصاری وغیرهم و عبدالعزیز بن زرارة الکلابی فادغلوا فی بلاد الروم حتی بلغو القسطنطنیة۔

یعنی اور اسی سنہ (۴۹ھ) میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لیے ایک بڑا بھاری لشکر بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کا امیر سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس غزوہ میں شرکت کرنے کا حکم دیا۔ مگر یزید نے تعمیل حکم میں سستی کی اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد نے بھی اس کو رہنے دیا۔ وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے تو یزید نے یہ شعر کہے:

"مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لشکر کو فرقدونہ میں سختی اور بدکلامی کا سامنا ہوا جب کہ میں نے بلند ہو کر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا دیر مران میں اور میرے پاس اُم کلثوم ہے۔"

اُم کلثوم یزید کی بیوی عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کے ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اس کو قسم دے کر بتاکید کہا کہ اسے روم میں سفیان کے پاس پہنچنا ضروری ہے تاکہ وہ لوگ جس مصیبت میں گرفتار ہیں، یہ بھی گرفتار ہو۔ اب جو یہ روانہ ہوا تو اس کے والد ماجد نے ایک جمعیت کثیر کا اس کے ساتھ اور اضافہ کر دیا۔ اور اسی لشکر میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی تھے اور عبدالعزیز بن زرارہ کلابی بھی۔ چنانچہ یہ لوگ بلادِ روم میں گھستے ہی چلے گئے تا آنکہ تیزی کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔ (الکامل فی

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

التاریخ، جلد ۳، ص ۳۱۴۔ تاریخ ابن خلدون حصہ دوم صل ۳۶۔۳۷)

یہ ہے غزوۂ قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت کی حقیقت۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ یزید سیر وشکار، شعر وشاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے جھنجھٹ میں نہ اپنے والد ماجد کی زندگی میں پڑنا چاہتا تھا اور نہ اپنے دورِ حکومت میں۔ چنانچہ حکومت کی گدّی سنبھالتے ہی سب سے پہلا خطبہ جو اس نے دیا، وہ یہ تھا:

وان معاویة کان یغزیکم فی البر و البحر و انی لست حاملا احدا من المسلمین فی البحر و ان معاویة کان یشیکم بارض الروم و لست مشقیا احدا بارض الروم ون معاویة کان یخرج لکم العطاء اثلاث و انا اجمعه لکم کله قال فافترق الناس عنه وہ لا یفضلون علیه احدا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۷۳)

''بلا شبہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) تم کو جنگ کے لیے سمندر میں بھیجا کرتے تھے اور میں کسی مسلمان کو سمندر میں لے جانے والا نہیں اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سردیوں میں تمھیں رومیوں کے علاقے میں بھیجتے تھے اور میں کسی شخص کو رومیوں کے علاقے میں بھیجنے والا نہیں۔ اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) تمہارے لیے وظیفہ سال میں تین قسطوں میں دیا کرتے تھے میں تم کو اکٹھا یکبارگی دیا کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے، لوگ اسے چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور وہ کسی کو اس پر فضیلت نہ دیتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۹۹)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یزید کی غزوۂ قسطنطنیہ میں شرکت کس نوعیت کی تھی۔

کون جانے پردہ تحقیق میں ہو رہی تکذیب ہے اسلام کی

کیا یزید واحد تابعی جنتی ہے؟

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والا وہی لشکر تھا جس میں یزید یا جس کا وہ سپہ سالار تھا تب بھی یہ ہرگز ثابت نہیں ہوگا کہ وہ جنتی ہے اور اس کے سارے کالے کرتوت معاف کر دیے گیے۔ اس پر بحث پہلے اس نکتہ پر ہے کہ حدیث میں ہے:

''مغفور لھم'' انھیں بخش دیا گیا۔ یہ نہیں کہ ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے گئے۔ بلکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس جنگ سے پہلے ان شرکاء نے جتنے گناہ کیے تھے سب بخش دیئے گئے۔ یہ نہیں کہ اس کے بعد کھلی چھوٹ مل گئی کہ جو چاہیں کریں سب معاف ہے۔ اگر گلاب صاحب دوسری حدیث پر غور کرتے تو سرے سے یہ اشکال پیش ہی نہ آتا کیوں کہ اسی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ:

''قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ۔'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص پر دوزخ حرام کر دیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے لا الہ الّا اللہ کہا۔ (صحیح بخاری شریف جلد اوّل، کتاب التھجد باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ)

اب صاف ظاہر ہے کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے جب صدقِ دل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے، یہ نہیں کہ بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمۂ طیبہ پڑھ لیا تو سو خون معاف ہو جائیں۔ ایک حدیث قسطنطنیہ ہی نہیں بہت سے اعمالِ خیر پر مغفور لھم اور غفر له ما تقدم من ذنبه آیا ہے۔ مگر آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ مطلب نہیں آیا کہ بس اس عملِ خیر کے بعد جنتی ہونا لازمی ہے۔ اور اب ظلم کی کھلی چھوٹ ہے جو چاہے کرے جنت اس کے لیے واجب ہے۔ اور کیا کسی میں ہمت ہے کہ جو کہہ دے کہ ان اعمال کے بعد وہ کچھ بھی کر دے، سب معاف ہے۔ مثلاً

(۱) مَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ اَصْبَحَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ۔

یعنی جس شخص نے شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھی وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے۔ (سنن دارمی، ج ۲، کتب فضائل القرآن باب فی فضل حم الدخان)

(۲) مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ

IT.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

لَیۡلَۃَ الۡقَدۡرِ اِیۡمَانًا وَّ اِحۡتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِہٖ۔

یعنی جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں اور جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اور جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔(متفق علیہ)

(۳) مَا مِنۡ مُسۡلِمَیۡنِ یَلۡتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبۡلَ اَنۡ یَّتَفَرَّقَا۔

نہیں ہیں ایسے دو مسلمان جو ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کریں مگر دونوں جدا ہونے سے قبل بخش دیے جاتے ہیں۔(ترمذی۔ابن ماجہ۔مسند احمد)

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا۔"اگر یزید نوازوں کی بات مان لی جائے تو ان احادیث کریمہ کا یہ مطلب ہوگا کہ مسلمان سے مصافحہ کرنے والا، روزہ دار کو افطار کرانے والے اور رمضان میں روزہ رکھنے والے سب بخشے بخشائے جنتی ہیں اور اب اگر وہ حرمین طیبین کی بے حرمتی کریں معاف، کعبہ شریف کو کھود کر پھینک دیں معاف، مسجد نبوی میں غلاظت ڈالیں معاف، ہزاروں بے گناہوں کو قتل کر ڈالیں معاف، یہاں تک کہ اگر سید الانبیاء (ﷺ) کے جگر پاروں کو تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کر ڈالیں تو وہ بھی معاف اور جو چاہیں کریں سب معاف، نعوذ باللہ من ذٰلك۔

برادرانِ ملت! اگر کسی عملِ خیر سے صغیرہ، کبیرہ اور اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں جیسا کہ آج یزیدیوں نے سمجھا ہے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لیے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے مصافحہ کرے گا اور اس کے بعد جو چاہے گا کرے گا۔ اگر کوئی سرزنش (ملامت) کرے گا تو کہے گا ایک مسلمان سے مصافحہ کے سبب ہمارا اگلا پچھلا سب گناہ معاف ہو گیا ہے، ہمیں کچھ نہ کہو۔

خدائے عزوجل یزید نوازوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور گمراہی و بدمذہبی سے بچنے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین (خطبات محرم ص ۳۴۸)

یہ بات بھی خوب سمجھ لینی چاہیے کہ کسی کا نام لے کر اُسے جنّتی کہنا اور بات ہے اور کسی عملِ خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ بات ہے۔ حضراتِ عشرہ مبشرہ اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کو جنتی فرمایا ہے لیکن یزید کا نام لے کر اس کو جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ کسی روایت کے عموم میں داخل ہونا اور چیز ہے اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے۔ بے شک اس روایت میں غازیانِ قسطنطنیہ کے لیے مغفرت کی بشارت ہے جیسا کہ غازیانِ ہند کے لیے۔ لیکن اس سے ہر غازی کا اس وقت تک جنتی ہونا لازم نہیں آتا جب تک اس کا خاتمہ بالخیر نہ ہوا ہو۔

یزید کے کارنامے سامنے رکھ کر ہر شخص یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ کیا وہ اہلِ مغفرت ہے؟ کیوں کہ ایسا عقیدہ کہ جب کلمۂ طیبہ پڑھ لیا گیا تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے۔ جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں۔ اسی طرح ایمان کے بعد کوئی معصیت (گناہ) مضر نہیں ہوتی۔ یہی "مرجیہ" کا مذہب ہے جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔(غنیۃ الطالبین ص ۱۸۶)

اور یزید پلید بھی اسی خوش فہمی میں مبتلا تھا جیسے امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہے:

(۱) یزید بن معاویہ اس فوج کا امیر تھا جس میں شامل ہو کر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی وہ موت کے وقت آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا۔ جب میں مرجاؤں تو لوگوں کو میرا اسلام کہنا اور انھیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

"من مّات لا یشرك باالله شیئا دخل الجنـة" یعنی جو مرجائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بتاتا ہو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۰۱)

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

(۲) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب تھا تو آپ نے فرمایا:

"قد كنت كتمت عنكم شيئا سمعته رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سمعته يقول: لو لا انكم تذنبون لخلق الله قوما يذنبون فيغفر لهم۔"

میں نے تم سے ابھی تک ایک حدیث چھپا کے رکھی تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰)

ان دو حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و عندی هذا الحديث والذی قبله هو الذی جعل يزيد بن معاوية على طرف من الارجاء... و قد ركب بسببه افعالا كثيرة من المعاصی انكرت عليه كما سنذكره فی ترجمته والله تعالیٰ اعلم۔

"میرے نزدیک یہ حدیث اور سے پہلے والی حدیث جو گذری۔ اسی نے یزید بن معاویہ کو ارجاء کی طرف ڈال دیا۔ اور اس کے باعث اس نے ایسے بہت سے کام کر ڈالے جن کی بنا پر اس پر نکیر کی گئی۔ جیسا کہ ہم اس کے تذکرے میں عن قریب ذکر کریں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۱)

حدیث قسطنطنیہ کے راوی حدیث

قسطنطنیہ راویوں کے اعتبار سے محلِ نظر (فکر و تامّل کی جگہ) ہے۔ اگر یہ روایت بخاری شریف کے بجائے کسی اور کتاب میں ہوتی تو اس پر جرح کے انبار لگ گئے ہوتے۔ لہٰذا ہم اختصار کے ساتھ اس کے راویوں کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ چونکہ سند حدیث اس طرح ہے:

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمِشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرُ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِبْنِ مَعْدَانَ اَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ۔ (صحیح بخاری

کتاب الجہاد والسیر باب ماقیل فی قتال الروم)

یعنی اسحٰق بن یزید دمشقی ۱۔ یحیٰی بن حمزہ ۲، ثور بن یزید ۳ خالد بن معدان ۴ اور عمیر بن اسود عنسی ۵ یہ پانچ راویان ہیں۔ ان کا مختصر تعارف اس طرح ہے:

(۱) **اسحٰق بن یزید بن ابراہیم:** چونکہ یہ دمشقی ہے جیسا کہ متن میں بھی اس کی وضاحت ہے۔

(۲) **یحیٰی بن حمزہ:** محدثین نے لکھا ہے اس پر قدریہ فرقہ سے تعلق رکھنے کا الزام ہے۔ كان يرى بالقدر۔ (میزان الاعتدال ج ۷ ص ۱۶۹۔ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۲۲۰)

(۳) **ثور بن یزید:** اس کے متعلق محدثین لکھتے ہیں کہ یہ قدری تھا۔ اس کا دادا جنگِ صفین میں قتل ہوا اور وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ چنانچہ جب ثور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ذکر کرتا تو کہتا میں ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو میرے دادا کا قاتل ہے۔ قدریہ ہونے کی بنا پر اس کو جلا وطن کیا گیا تھا اور اس کا گھر جلا دیا۔

"يقال انه كان قدريا و كان جده قتل يوم صفين مع معاوية فكان ثور اذا ذكر عليا قال لا احب رجلا قتل جدی۔" (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۵۷۶)

قال احمد بن حنبل: كان ثور يری القدر و كان اهل حمص نفوه و اخرجوه و قال ابو مسهر: عن عبدالله بن سالم قال ادركت اهل حمس وقد اخرجوا ثورا و احرقوا داره لكلامه فی القدر۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۷)

(۴) **خالد بن معدان:** یہ تابعی بزرگ تھے اور حدیث میں ثقہ ہیں۔

(۵) **عمیر بن اسود عنسی:** یہ بھی تابعی بزرگ ہیں۔

اس حدیث میں تیسرے راوی ثور بن یزید جو قدری ہونے کے ساتھ ساتھ دشمنِ علی بھی ہے حالانکہ صحیح حدیث کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوست ہونا مومن کی نشانی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ رکھنا منافق ہونے کی دلیل ہے۔ چونکہ علمائے اہلِ سنّت کے نزدیک یہ بات درست ہے کہ شیعانِ علی کی روایات قابلِ اعتماد نہیں جو وہ اہلِ بیت کی شان

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

میں بیان کریں تو پھر شیعانِ بنوامیہ کی وہ روایت بھی کیسے قابل تسلیم ہوسکتی ہے۔جس سے بنو اُمیہ کے کسی فرد کی شان کا کوئی پہلو نکلتا ہے۔اس وضاحتی بیان کے بعد اب غیر مقلدین کے پیشوا وحید الزمان کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

حدیث قسطنطنیہ اور وحید الزمان حیدرآبادی

غیر مقلدوں کے عظیم محدث، ممتاز فاضل اور لاثانی شخصیت وحید الزمان خان حیدر آبادی اس حدیث کی شرح میں یوں رقم طراز ہیں:

''اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیوں کہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ (رضی اللہ عنہ) زندہ تھے انہی کی خلافت تھی اور معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی خلافت تا حیات باتفاق علما صحیح تھی۔کس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گذر چکا۔یزید نے گویا پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ۔امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا، اہلِ بیت کی اہانت کی۔جب سر مبارک امام حسین کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔مکہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا۔حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ان گندگیوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا یزید امام حسین کے قتل سے خوش اور راضی تھا۔اور اہلِ بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لیے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے۔

بلکہ ان کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔

(تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری، ج ۴۔ص ۱۲۵۔۱۲۶)

حدیث قسطنطنیہ اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرؤف گلاب نے لکھا ہے:

''علامہ ابن حجر فتح باری شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث یزید بن معاویہ کی منقبت، فضیلت میں ہے۔''

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی مناقب خوانی کو ''گئیون'' کہنے والے یزید پلید کی منقبت خوانی کرنے پر فخر کرتے ہیں۔الحمد للہ یہ اپنا اپنا نصیب ہے کہ ہم صحابہ، اہلِ بیت اور اولیاء کے مناقب خواں ہیں اور یہ لوگ یزید پلید کے۔اور ان شاء اللہ عزوجل ہمارا حشر صحابہ، اہلِ بیت اور اولیاء کے ساتھ ہوگا اور ان کا یزید و مروان کے ساتھ۔

گلاب نے یہاں امام حافظ ابن حجر عسقلا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ سراسر جھوٹی بات منسوب کی ہے کیوں کہ امام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کوئی بھی رائے یزید کے متعلق نہیں دی ہے۔بلکہ انھوں نے مہلب کی رائے لکھی تھی ساتھ ہی اس ابن تین اور ابن منیر کے تعاقب کو بھی قلمبند کیا ہے۔چونکہ گلاب نے فریب سے کام لے کر اپنے مقصد کی بات وہ بھی غلط نسبت کے ساتھ لکھی ہے۔پوری عبارت اس طرح ہے۔

"قَالَ المهلب فی ھٰذا الحدیث منقبة المعاویة انه اوّل من غزا البحر و منقبة لولده یزید لانه اوّل من غزا مدینة قیصر۔ و تعقبه ابن التین و ابن المنیر بما حاصله انه لا یلزم من دخوله فی ذٰلك العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذا لا یختلف اهل العلم ان قوله صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم مغفور لهم مشروط بأن یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذٰلك لم یدخل فی ذٰلك العموم اتفقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فی منهم۔

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

یعنی مہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیوں کہ اس نے پہلی بار بحری جنگ (Naval war) لڑی اور اس کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اس نے پہلی بار قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اور تعاقب کیا مہلب کا ابن تین اور ابن منیر نے کہ اس سے لازم نہیں آتا کہ کسی کو دلیل خاص سے بھی اس عموم سے خارج نہ کیا جائے جب کہ اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول **مغفور لھم** مشروط ہے حتیٰ کہ اگر کوئی اس غزوہ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ متفق علیہ اس عموم سے خارج ہے۔ پس یہ دلیل ہے جس میں شرط مغفرت پائی جائے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۶۔ ص ۱۳۱ کتاب الجہاد والسیر)

اس حدیث کے بارے میں فتح الباری کے غیر مقلد مترجم مولانا ابوالحسن سیالکوٹی (شاگرد مولانا نذیر حسین دہلوی) یوں رقم طراز ہے:

''قول مہلب کا یزید کے حق میں مردود ہے ساتھ دلائل قطعیہ کے مختار شقفی نے اس سے بڑھ کر کام کیے تھے آخر مردود ہو کر مر گیا۔'' (فیض الباری اردو ترجمہ فتح الباری، ج ۴۔ ص ۴۷۴)

اب میں گلاب سے یہ بات پوچھتا ہوں۔ کیا تم شیخ الاسلام امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر محقق ہو؟ اور تم نے ان کی تحقیق کو چیلنج کرتے ہو اور ان کی طرف غلط بات منسوب کرتے ہو۔ حالاں کہ تحقیق تو یہ ہے کہ انھوں نے مہلب کا قول بھی نقل کر دیا جس نے یزید کو اس حدیث کے مطابق مغفور کہا اور ابن تین اور ابن منیر کا قول بھی نقل کر دیا جنھوں نے مہلب کے قول کی تردید کی تھی اور یہ تردید کرنے والے ابن تین اور ابن منیر جیسے چوٹی کے ناقدین رجال ہیں۔ کیا گلاب علامہ وحید الزمان اور مولانا ابوالحسن سیالکوٹی سے بڑا عالم اور محدث ہے؟ کیا ان کی تحقیق غلط اور جھوٹی ہے؟ **فلعنۃ اللہ علی الکٰذبین**۔

یزید مولانا حسین احمد ٹانڈوی مدنی کی نظر میں

گلاب صاحب نے دیوبندی مکتبہ فکر کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی متوفیٰ ۱۳ جمادی

الاوّل ۱۳۷۷ھ (سابق صدر و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند) کی کٹی ہوئی عبارت پیش کر کے خیانت سے کام لے کر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حسین احمد مدنی یزید کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں۔ افسوس اس بات پر ہے کہ گلاب صاحب نے یہاں اپنے اکابروں کی طرح خیانت اور بد دیانتی سے کام لے کر اپنے مقصد کو واضح کرنا چاہا۔ چونکہ حسین احمد مدنی کی ادھوری عبارت نقل کرنے کے بعد اس پر اپنا تبصرہ اس طرح پیش کیا۔

''مولانا حسین احمد مدنی نے اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ حضرت معاویہ کے بعد خلیفہ ہونے کی اہلیت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔'' (مروان اور یزید، ص ۲۳)

حسین احمد مدنی کی پوری عبارت اس طرح ہے:

''دوسرا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید کی خلافت کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوشش فرمائی اور اس کو نامزد کیا اور لوگوں سے بیعت کا سامان کیا اور اسی امر کو آپ پوچھ رہے ہیں۔ تو اس میں مندرجہ ذیل اُمور قابلِ لحاظ ہیں:

(الف) اس کے متعلق آیا ایسی مستند تاریخی روایات موجود ہیں جن کو ان روایات صحیحہ اور نصوص قرآنیہ کے مقابل لایا جا سکے جو کہ علوشان صحابہ کرام پر دلالت کرتی ہیں یقیناً ایسی روایات نہیں ہیں اس لیے کیوں نہ کہا جائے کہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ خود یزید اور اس کے اعوان نے اس کے لیے کوشش کی۔ عام مسلمان بلکہ اہلِ حجاز اس کے خلاف تھے۔

(ب) اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خواہش یا سعی اس کے لیے ہوئی تھی تو جب کہ حسب شروط صلح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت نہیں ہو سکتی تھی۔ کیوں کہ ان کی وفات ہو چکی تھی تو پھر اب ان عہود و مواثیق کی رعایت باقی ہی نہیں رہی تھی جو کہ بحیثیت صلح ضروری تھیں۔ اب اپنے اجتہاد اور رائے پر عمل کرنا رہ گیا تھا ان کی وہ رائے کہ مستحق خلافت وہ شخص قریشی ہو سکتا ہے جس میں مادّی قوت اور حسنِ تدبیر ہو اور یہ امر بنی امیہ میں عموماً اور یزید میں خصوصاً موجود ہے۔ یزید کو متعدد معرکۂ جہاد میں بھیجنے اور

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

 FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

جزائر بحرِ ابیض اور بلادِ ہائے ایشائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جاچکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارکِ عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ اس کے فسق و فجور کا علانیہ ظہور ان کے سامنے نہ ہوا تھا اور خفیہ جو بد اعمالیاں وہ کرتا تھا اس کی ان کو اطلاع نہ تھی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج اوّل۔ فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۱۶۲۔ ۱۶۳)

منقولہ تحریر کے حصہ (الف) میں حسین احمد مدنی یہ ماننے پر تیار ہی نہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو خلیفہ مقرر کیا بلکہ یہ ناپاک کام خود یزید اور اس کے چاہنے والوں کی ہے۔ اور دوسرے حصہ (پارٹ ب) کی تمام تحریر سے یزید کا فسق و فجور ثابت ہے البتہ حسین احمد مدنی یہ نہیں مانتے کہ یزید پلید کے فسق و فجور کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی تھی۔ اور ہے بھی یہ بات کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قطعاً اس بات سے بے خبر تھے کہ یزید فحش کاموں میں مبتلا ہے اور غیر شرعی امور کا مرتکب ہے۔ اگر انہیں یزید پلید کی برائیاں معلوم ہو جاتیں تو وہ یزید کو ولی عہد (Heir) ہرگز ہرگز نہ بناتے۔ مگر گلاب نے دجل و فریب اور مکاری و چال بازی سے کام لے کر مرد کو عورت اور عورت کو مرد ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ؎

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور یزید کی ولی عہدی

عبدالرؤف گلاب لکھتا ہے کہ "ان ہی (مغیرہ بن شعبہ) نے سب سے پہلے امیر معاویہ کے سامنے ولی عہدی کا مسئلہ رکھا۔ جس طرح ابوبکر زندگی ہی میں حضرت عمر کو نامزد کر گئے تھے۔ یا حضرت عمر نے چند لوگوں کو نامزد کیا تھا۔" (مروان اور یزید، ص ۲۴)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی ولی عہدی کی تحریک کیوں چلائی اس کے متعلق مؤرخین کی دو رائیں ہیں:

(۱) امام ابن جریر طبری۔ امام ابن کثیر اور امام ابن خلدون رحمہم اللہ اس کا سبب یوں

بیان کرتے ہیں:

"مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ ضعف کی شکایت کی، معذوری کی وجہ سے استعفا داخل کیا۔ منظور ہو گیا۔ مغیرہ کی علیحدگی پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعد بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ مغیرہ کے شناسا کہنے لگے۔ "تم کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکال دیا ہے" مغیرہ بولے اس تذکرہ کو چھوڑو، میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے۔ جواب دینے کو تو یہ جواب دیا لیکن دل پر ایک چوٹ سی لگ گئی۔ اسی وقت سے بحالی کی فکر ہو گئی، اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے۔ "تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اپنی ولی عہدی کی بیعت لینے کو کیوں نہیں کہتے؟ کیوں کہ بزرگ صحابہ اور سرداران و بزرگانِ قریش انتقال کر چکے ہیں۔ اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے و سیاست میں افضل ہو۔ میرے نزدیک امیر المؤمنین کو تمہاری ولی عہدی لینے سے کوئی امر مانع نہ ہوگا" یزید نے اس مضمون کو اپنے باپ سے جا کر اعادہ کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو بلا بھیجا اور اس بات کی رائے طلب کی مغیرہ نے عرض کیا "امیر المؤمنین آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کس قدر خوں ریزیاں اور اختلافات ہوئے ہیں اور یزید تو آپ کا لڑکا ہے آپ اس کی ولی عہدی کی بیعت لوگوں سے لیجیے۔ آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ماوا و ملجا ہوگا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ فساد۔ (تاریخ ابن خلدون، حصہ دوم ص ۴۸۔ تاریخ طبری حصہ پنجم ص ۱۳۳، ۱۳۴۔ تاریخ ابن کثیر، (البدایہ و النہایہ) ج ۸ ص ۱۷۵)

(۲) دوسری رائے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، اکبر شاہ نجیب آبادی، زین العابدین میرٹھی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہم کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شخصیتوں نے مسلمانوں میں فساد کا بیج بویا۔ ان میں ایک عمرو بن العاص ہیں۔۔۔۔ دوسری فتنہ انگیز شخصیت مغیرہ بن شعبہ کی ہے جو

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

امیر معاویہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ان کو امیر معاویہ نے ایک حکم بھیجا کہ جس وقت تم میرا مکتوب پڑھو خود کو اسی وقت معزول سمجھو۔ مغیرہ نے اس حکم کو نہیں مانا چند روز کے بعد خود معاویہ کے پاس پہنچے۔ معاویہ نے اس دیر حاضری کی وجہ دریافت کی تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں ایک اہم کام کی تکمیل میں مصروف تھا جس کے باعث تکمیل حکم میں اتنی تاخیر ہوئی۔ امیر معاویہ نے پوچھا وہ اہم کام کون سا تھا؟ مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے یزید کے لیے (آپ کے انتقال کے بعد) خلافت کی بیعت لے رہا تھا۔ یہ سن کر امیر معاویہ نے دریافت کیا تو پھر تم نے اس کام کی تکمیل کر دی۔ مغیرہ نے کہا ہاں۔ میں اس کام کو پورا کر چکا۔ حضرت معاویہ نے مغیرہ سے کہا تم جاؤ اور حسب سابق اپنے فرائض ادا کرتے رہو۔ جب مغیرہ ابن شعبہ امیر معاویہ کے پاس سے واپس ہوئے تو ان کے ماننے والوں نے پوچھا: ''کیسی گذری''، مغیرہ نے جواب دیا میں معاویہ کو ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک ان کا پاؤں اس سے نہیں نکل سکے گا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۰۱)

جامعہ سلفیہ کے مفتی کا فتویٰ:

غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق استاد و عالم تاریخ و ادیان کے فن کے ماہر جامعہ سلفیہ بنارس کے مفتی و شیخ الحدیث مولوی محمد رئیس ندوی یوں رقم طراز ہے:

''حضرت مغیرہ بن شعبہ سن ۴۹، ۵۰ میں فوت ہوئے جس کے بعد حضرت حسن بن علی بذریعہ زہر ہلاک کیے گئے۔ مگر مغیرہ بن شعبہ ہی نے امیر معاویہ کے سامنے تجویز رکھی کہ اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی پر بیعت لیجیے جسے امیر معاویہ نے بخوشی منظور کر لیا۔ کیا یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی معمولی غلطی ہے؟'' (سلفی تحقیقی جائزہ، ص ۵۳۹ ناشر دار الکتب الاسلامیہ دہلی)

اس ساری بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کی ولی عہدی کی تجویز دے کر ایسی بھول کی جس کا خمیازہ ساری امتِ مسلمہ کو فی الحقیقت قیامت تک ہی بھگتنا پڑے گا۔

کیا پوری اُمتِ مسلمہ نے یزید کی بیعت کی تھی؟

عبد الرؤف گلاب کا یہ دعویٰ ہے کہ ''تمام علاقہ جات میں عوام نے ان کی (یزید کی) جانشینی کی بیعت کی''۔ (مروان اور یزید ص ۲۴)

اگر یہ دعویٰ سچ ہے تو گلاب اور اس کا سارا ٹولہ مجھے جواب دیں:

(۱) جب تمام علاقہ جات میں عوام نے یزید کی بیعت کی تو کربلا کے بعد اہلِ مدینہ طیبہ اور یزید کیوں لڑے؟

(۲) جب تمام علاقہ جات کے عوان نے یزید کی بیعت کی تو یزید نے مدینہ منورہ پر کیوں حملہ کیا؟ اور اہل مدینہ کو کیوں شہید کیا؟ اور شہید ہونے والے یزید کے حامی تھے یا مخالف؟ اگر حامی تھے تو قتل کیوں کیے گیے؟ اگر مخالف تھے تو یہ کہنا کہاں تک درست ہے تمام علاقہ جات میں عوام نے یزید کی بیعت کی؟

(۳) اگر تمام علاقہ جات نے یزید کی بیعت کی تھی تو واقعہ حرہ کیوں پیش آیا؟

(۴) اگر تمام علاقہ جات نے یزید کی بیعت کی تھی تو خانہ کعبہ پر گولہ باری کیوں کی گئی؟ اور اس مقدس و متبرک ترین کعبہ معظّمہ کے پردے کیوں جلائے گئے؟

(۵) اگر بقول گلاب تمام علاقہ جات میں عوام نے بیعت کی تھی تو واقعہ کربلا کیوں پیش آیا اور صحابہ کرام کیوں شہید کیے گئے؟

ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام علاقہ جات کے عوام اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اکثریت یزید کی بیعت پر متفق نہیں تھے اور نہ ان کی بیعت پسند کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آخری رائے یزید کے بارے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آخری رائے جو یزید کے بارے میں ہے اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل مؤرخ بلاذری کا تعارف ملاحظہ ہو کیوں کہ عبد الرؤف گلاب نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ بلاذری کے حوالے سے پیش کیا۔ بلاذری کا

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

تعارف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس طرح پیش کرتے ہیں:

البلاذری المؤرخ احد المشاهیر احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود ابو الحسن ویقال ابو جعفر ویقال ابو بکر البغدادی البلاذری صاحب التاریخ المنسوب الیه..... قال الحافظ ابن عساکر کان ادیبا ظهرت لهه کتب جیا۔ و مدح المأمون بمدائح، و جالس المتوکل، و توفی ایام المعتمد، و حصل له هوس و وسواس فی آخر عمره۔ (البدایۃ والنھایۃ، الجزء ۱۵، ج ۵ ص ۴ ۲۳، مطبوعہ قاہرہ مصر)

ترجمہ: بلاذری ایک مؤرخ ہے اس کا نام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داود ابو الحسن ہے۔ کسی نے ابوجعفر بھی کہا ہے اور کسی نے ابوبکر بغدادی بلاذری بھی کہا ہے۔ مشہور تاریخ البلاذری ان کی ہی طرف منسوب ہے۔۔۔حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ وہ ادیب تھا جیسا کہ اس کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ وہ خلیفہ مامون کی مدح وستائش کرتا تھا۔ وہ متوکل کا ہم جلیس تھا اور معتمد کے دور میں فوت ہوا۔ آخر عمر میں وہ پاگل پن اور وسوسوں کا شکار ہو گیا تھا۔

قارئین! اب خود فیصلہ کریں کیا ایسے پاگل اور وسواسی کی روایتیں قابل حجت ہیں؟ اور بلاذری متوکل کا ہم جلیس رہا جس نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کربلا کی قبریں کھدوائی اور وہاں کاشتکاری کروائی اور قبروں کی زیارت سے منع کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۳)

اگر تھوڑی دیر کے لیے بالفرض مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں یہی خیال ظاہر فرمایا جیسا کہ عبدالرؤف گلاب نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ''علامہ بلاذری نے المدائنی کی سند سے حضرت عامر بن مسعود صحابی کی روایت نقل کی ہے کہ ہم لوگ عبداللہ بن عباس کی خدمت میں تھے جب یہ خبر آئی کہ حضرت معاویہ کا انتقال ہو گیا، یہ سن کر حضرت ابن عباس نے فرمایا۔

''اے اللہ تو معاویہ پر اپنی رحمت وسیع کر۔ خدا کی قسم وہ ان لوگوں کی مثل تو نہ تھے

جو اِن سے پہلے گذر گئے لیکن ان کے بعد کوئی ان کے مثل آنے والا بھی نہیں ہے اور ان کے فرزند اپنے خاندان کے نیکوکاروں میں ہیں۔ پس تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنا اور ان کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت کرنا۔ حضرت عامر نے کہا اس طرح ہم لوگ ابن عباس کے پاس تھے کہ عامل مکہ خالد بن عاص کا قاصد آیا کہ ابن عباس کو بیعت کے لیے بلایا ہے وہ تشریف لے گیے اور بیعت کی۔ (مروان اور یزید، ص ۲۵)

یہ تو اس وقت کی بات ہے جب یزید کا فسق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کے باپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ابھی زندہ تھے اور یزید سب کے سامنے نیک بنا رہتا تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ بظاہر آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے معاً بعد اس کے متعلق ایسا اظہارِ خیال فرمایا ہو۔ لیکن جب یزید کا فسق ظاہر ہوا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت نے اس کے ظلم وعدوان پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو کچھ یزید کو مخاطب کر کے فرمایا اصل اعتبار (Trust) اس کا ہوگا۔

چنانچہ مؤرخین نے اپنی کتب تواریخ میں ان خطوط کو محفوظ کر رکھا ہے جو سلسلۂ خط و کتابت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور یزید کے درمیان ہوا۔ جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دعوتِ بیعت دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اس انکار سے یزید نے سمجھا کہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اس بات پر خوش ہو کر یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ خط لکھا۔

یزید کا خط حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نام

اما بعد فقد بلغنی ان الملحد ابن زبیر دعاک الی بیعته وانک اعتصمت بیعتنا وفاء منک لنا جزاک الله من ذی رحم خیر ما یجزی المواصلین لارحامهم الوفین بعهودهم فما انس من الاشیاء فلست بناس برک و تعجیل صلتک بالذی انت له اهل، فانظر من طلع علیک

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

من الآفاق ممن سحرهم ابن الزبير بلسانه طاعلمهم۔ بحاله فانهم منك اسمع الناس ولك اطوع منهم للمحل۔

ترجمہ: امابعد: مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن الزبیر (معاذ اللہ) نے آپ کو بیعت کے لیے کہا تھا اور آپ نے ہماری وفاداری میں ہماری بیعت پر مستقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ ان حضرات کو عطا کرتا ہے کہ جو صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے عہد پر قائم رہتے ہیں۔ سو اب میں کچھ بھی بھولوں پر آپ کے اس احسان کو نہیں بھولوں گا اور نہ آپ کی خدمت میں فوراً ایسے صلے کی روانگی جو آپ کے شایانِ شان ہو۔ اب آپ ذرا اتنا خیال اور رکھیں کہ جو بھی بیرونی آدمی آپ کی خدمت میں آئے اور ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے اسے متاثر کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے اسے آگاہ فرما دیں۔ کیوں کہ اس حرم کعبہ کی حرمت کے حلال کرنے والے[1] کی بہ نسبت لوگ آپ کی زیادہ سنتے اور زیادہ مانتے ہیں۔ (الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۴۶۶ مطبوعہ بیروت کی طباعت ۲۰۰۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سرزنش نامہ بنام یزید پلید

یزید پلید کے اس ناپاک خط کے جواب میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یزید پلید کو جو سرزنش نامہ (ملامت نامہ) تحریر کیا، وہ یہ ہے:

[1] حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یزید ملعون نے بیعت نہ کرنے کے سبب خاک بدہن گستاخ ملحد ورحرمت کعبہ کو ختم کرنے والا کہا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جلالت شان کا اس سے اندازہ ہوگا کہ ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری۔ نانا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، والدہ حضرت اسماء ذات النطاق رضی اللہ عنہا، خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (بخاری باب قوله ثانی اثنین اذهما فی الغار) خود یہ جامع قرآن کے شرکاء میں سے اور پاکباز و کثرت سے تلاوت کرنے والے۔ مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں پہلا بچہ پیدا ہونے والا۔ ان کی تحنیک تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمائی۔ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو گئی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن مبارک تھا۔ ان کے لیے دعاءِ خیر کی اور سر پر دست مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھیرا۔ (بخاری شریف باب مذکورہ)

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

"اما بعد، فقد جاءنی کتابك، فاما ترکی بیعة ابن الزبیر فوالله ما ارجو ا بذالك بترك ولا حمدك، ولكن الله بالذی انوی علیم، و زعمت انك لست بناس بری فاحبس ایها الانسان بترك عنی فانی حابس عنی بری۔ و سالت ان احبب الناس الیك وابغضهم واخذلهم لابن الزبیر فلا ولا سرور ولا كرامة كیف وقد قتلت حسینا و فیان عبد المطلب مصابیح الهدی ونجوم الاعلام؟ غادرتهم خیولك بامرك فی صعیش واحد مرملین بالدماء، مسلوبین بلعراج مقتولین بالظماء، لا مكفنین ولا مسودین، تسطی علیهم الریاح و ینشی بهم عرج البطاح حتی اتاح الله بقوم لم یشركوا فی دمائهم كفنوهم واجنوهم، وبی و بهم لو عزرت و جلست مجلسك الذی جلست فما السیٔ من الاشیاء فلست بناس اطراوك حسینا من حرم رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الی حرم الله و تیسیرك الخیول الیه فما زلت بذٰلك حتی اشخصته الی العراق فخرج خئفا بترقب منزلت به خیلك عداوة منك الله و لرسول ولاهل بیته الذین اذهب الله عنهم الرجس و طهرم تطهیرا واستئصال اهل بیته و تعاونتم علیه كانكم قتلتم اهل بیت من الترك والكفر فلا شئی اعجب عندی من طلبتك وری وقد قتلت ولد ابی و سیفك یقطر من دمیو انت احد ثاری، ولا یعجبك ان ظفت بنا الیوم فلنظفرن بك یوما والسلام۔

ترجمہ: امّا بعد: تمہارا خط مجھے ملا۔ خدا کی قسم! میں نے ابن زبیر کی بیعت کو اس لیے ترک نہیں کیا کہ میں تمہاری خوشنودی یا تم سے کوئی صلہ حاصل کروں بلکہ ترکِ بیعت سے میرا جو مقصود ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور تمہارا یہ گمان کہ میں صلہ و احسان کے لالچ میں آ کر لوگوں کو تمہاری دوستی کی دعوت دوں اور ان کے دلوں میں ابن زبیر کا بغض پیدا

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

کروں اور ان کے چھوڑنے پر مجبور کروں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا نہ تمہاری خوشی ہمیں منظور ہے اور نہ تمہارا اعزاز۔ اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے حالانکہ تم نے حسین اور عبدالمطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے، جو ہدایت کے روشن چراغ اور چمکتے ہوئے ستارے تھے۔ تیرے حکم سے تیرے لشکر کے سواروں نے ایک ہی جگہ خون و خاک میں ملا دیا۔ پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن کے بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا۔ ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے بجوان کو سونگھتے تھے تا آنکہ حق تعالیٰ نے ایسی قوم کو ان کے لیے بھیجا جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین نہ تھے ان لوگوں نے آکر ان کا کفن دفن کیا۔ حالانکہ بخدا ان ہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے۔ اب میں خواہ سب چیزیں فراموش کردوں، پر اس بات کو فراموش نہیں کرسکتا کہ تو نے ہی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ ﷺ کے حرم سے حرم الٰہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل لگا رہا تا آنکہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا۔ چنانچہ وہ حرم مکہ سے بھی ڈرتے ہوئے نکلے تو پھر تیرے سواروں نے ان کو اس عداوت کی بنا پر جو تجھ کو اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ بیت جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک کر کے طاہر و مطہر بنا دیا تھا گھیر لیا۔ امام حسین نے تجھ سے صلح کرنا چاہی اور واپس جانے کا سوال کیا مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یار و مددگار ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال کیا جا سکتا ہے موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلاف باہم تعاون کر کے ان پر اسی طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔ پس اب میرے نزدیک اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے اب تو میرے انتقام کا ہدف ہے اور اس خیال میں نہ رہنا کہ آج تو نے ہم پر غلبہ پالیا ہے ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر فتح یاب ہوں گے[1]۔ (الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۴۶۶، ۴۶۷ مطبوعہ

۱؎ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ پیشن گوئی پوری ہوکر رہی۔ عباسیوں کے ہاتھوں امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

دار الکتب العلمیہ۔ بیروت لبنان)

ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا آخری فیصلہ یزید کے حق میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نظریہ

اہلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنھوں نے بیعت کی تھی وہ بھی حق پر تھے اور وہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنھوں نے بیعت نہ کی تھی وہ بھی حق پر ہیں، کسی پر کوئی الزام نہیں کیوں کہ دونوں نے شریعت مطہرہ پر عمل کیا۔ چونکہ شریعت کے احکام دو قسم پر مبنی ہیں۔ (۱) رخصت (۲) عزیمت۔

رخصت کہتے ہیں اگر کوئی شخص قتل کر دینے یا جسم کا کوئی عضو کاٹ ڈالنے یا شدید مار مارنے وغیرہ کی صحیح دھمکی دے کر کفر کرنے کا حکم دے اور جس کو دھمکی دی گئی وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم جو کچھ کہہ رہا ہے کر گزرے تو اب ظاہر طور پر کلمۂ کفر بکنے یا بت کو سجدہ کرنے وغیرہ کی رخصت ہے اور دل حسبِ سابق ایمان پر مطمئن ہونے کی صورت میں کافر نہ ہوگا۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۵۸ بحوالہ درمختار۔ شامی)

عزیمت یہ ہے کہ اگر وہ ظالموں اور کافروں کے سامنے حق اور ایمان پر ڈٹ جائے اور ان کے ظلم و ستم کو برداشت کر لے اور زبان سے کلماتِ کفریہ نہ نکالے یہاں تک کہ جان دے دے تو وہ شہید اور مجاہد ہے۔ اور اس کو اللہ کے ہاں اجر ملے گا۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۶۴ بحوالہ ہدایہ)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طبعاً بجائے ہنگامہ خیز زندگی (Disturbaned Life) کے حجرہ نشینی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ نے بجائے مقامِ عزیمت کے مقامِ رخصت کو اپنا رکھا تھا اور خواہ کتنا ہی اہم واقعہ کیوں نہ ہو جدال وقتال (Quarrel and Fighting) سے پرہیز کرتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری لمحات میں چھ

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

افراد میں کسی ایک کو خلیفہ بنا لینے کی وصیت فرمائی تو ساتویں امیدوار کے طور پر آپ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نام بھی پیش کیا گیا۔ مگر آپ نے اس مشورہ کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو خلافت کی ذمّے داریوں کے اہل کس طرح سمجھ سکتا ہوں جو اپنی بیوی کو ٹھیک طریقہ سے طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔ (طبقاتِ ابن سعد، ج ۳، ص ۱۲۶)

چونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فطرتاً جنگ وجدال سے پہلوتہی کرتے تھے اور مجتہد فی الدین تھے۔ ان کے سامنے اطاعت امیر کی ایسی روایات تھیں جن کے پیش نظر انھوں نے یزید کی بیعت بھی کر لی اور پھر اسے توڑنے سے انکار بھی کر دیا۔ مگر یزید کی بیعت انھوں نے یا دیگر صحابہ نے یزید کو خلیفہ برحق یا امام عادل سمجھ کی نہیں کی تھی بلکہ آپس کے جدال وقتال اور فتنہ وفساد (Sedition and Disturbance) اور اس کے ظلم وستم سے بچنے کے لیے کی تھی۔ لہٰذا ان کا عمل رخصت پر تھا۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

ولما حداث فری یزید ما حدث منالفسق اختلف الصحابة حینئذ فی شانه فمنهم من رائ الخروج علیه و نقض البیعة من اجل ذلك كما فعال الحسین و عبدالله ابن الزبیر ومن تبعهما فی ذلك و مهم من اباه هما فیه من اثارة الفتنة و كثرة القتل مع العجز عن الوفاء به لان شوكة یزید یومئذ هی عصابة بنی امیة۔

ترجمہ: اور جب یزید فسق وفجور میں مبتلا ہوا تو صحابہ کرام نے اس کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں۔ کسی نے اس کے فسق وفجور کی وجہ سے اس پر خروج کی اور اس کی بیعت کو توڑنا ضروری سمجھا۔ جیسا کہ حضرت امام حسین اور عبداللہ بن زبیر اور ان کے پیروؤں نے۔ اور بعض نے فتنہ اور بہت زیادہ قتل وغارت کے خطرات اور ان کی روک تھام سے عجز محسوس کرتے ہوئے اس پر خروج کرنے سے انکار کر دیا کیوں کہ اس وقت یزید کی قوت و شوکت بنی امیہ کی عصبیت (رشتہ داری یا طرفداری) تھی۔ (مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۷۷)

ثابت ہوا کہ جن صحابہ نے یزید کی بیعت کی اور اس پر خروج نہیں کیا وہ اس کے خلیفہ

برحق یا امام عادل ہونے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ فتنہ وفساد اور قتل وغارت سے بچنے کے لیے۔ کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی تو اس پر قابو پانا مشکل ہوگا لہٰذا انھوں نے رخصت پر عمل کیا۔

اور امام عالی مقام سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق اور ایمان پر ڈٹ گئے اور اس سلسلے میں یزیدیوں کے بے پناہ مظالم برداشت کیے۔ یہاں تک کہ اپنی اور اپنے رفقاء کی جانیں بھی دے دیں مگر قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ آپ کا عمل ''عزیمت'' پر مبنی تھا آپ نے افضل ترین جہاد کیا۔ لہٰذا آپ مجاہد اعظم اور شہید اکبر ہیں۔

اگر آپ ایسا نہ کرتے تو عزیمت کی مثال کیسے قائم ہوتی اور آنے والی نسلوں کے بہادر افراد ظالموں اور جابروں کے سامنے حق وصداقت پر ڈٹ جانے والے اولوالعزم مجاہد کس کی استقامت وجانبازی کو سامنے رکھتے؟

اسی طرح اگر رخصت کی مثال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے درویش صفت انسان قائم نہ کرتے تو آنے والی نسلوں کے وہ افراد جو حق وصداقت پر قائم تو ہوتے مگر ظالموں اور جابروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے یا مسلمانوں کے آپس کے جدال وقتال کو روکنے اور فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے وہ کس کے کردار وعمل کو سامنے رکھ کر رخصت پر عمل کرتے۔ اسی لیے تو حضور انور نورِ مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اَصْحَابِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ فَاَیُّمَا اَخَذْتُمْ بِهٖ اِهْتَدَیْتُمْ وَاخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ لَكُمْ رَحْمَةٌ۔ یعنی میرے صحابہ کی مثال یوں ہے جیسے آسمان پر ستارے، ان میں جس کا دامن پکڑ لو گے ہدایت پا جاؤ گے اور میرے صحابہ کا اختلاف (بھی) تمہارے لیے رحمت ہے۔ (بیہقی ج ۱۔ ص ۱۶۲/ مسند ابن حمید ج ۱ ص ۲۵۰/ مسند الفردوس ج ۴۔ ص ۱۶۰/ میزان الاعتدال ج ۲۔ ص ۱۴۲/ فتح الباری ج ۴، ص ۵۷)

لہٰذا صحابہ کی اقتدا ہدایت ہے اور ان کا اختلاف رحمت ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ:

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)   FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَیْنَا اُمَرَاءُ یَسْئَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَیَمْنَعُوْنَ حَقَّنَا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِمْ مَّا حُمِّلُوْا وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ۔

یعنی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر ہم پر ایسے حاکم مقرر ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارا حق نہ دیں تو آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو کیوں کہ ان پر ان کی ذمے داری کا بوجھ ہے اور تم پر تمہاری ذمے داری کا بوجھ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یَأْوِیْ اِلَیْهِ کُلُّ مَظْلُوْمٍ مِّنْ عِبَادِهٖ فَاِذَا عَدَلَ کَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّةِ الشُّکْرُ وَاِذَا جَارَ کَانَ عَلَیْهِ الْاَمْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّةِ الصَّبْرُ۔

یعنی بے شک بادشاہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے، جس کے پاس بندوں میں سے ہر مظلوم آتا ہے۔ جب وہ انصاف کرے تو اسے ثواب ملتا ہے اور ہر رعیت پر شکر لازم ہے اور جب ظلم کرے تو اس پر بوجھ اور رعایا پر صبر لازم ہے۔

ان ہی قسم کی روایات کے پیش نظر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت کی۔ چونکہ انھوں نے خود فرمایا:

اِنَّا قَدْ بَایَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰی بَیْعِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا ثم خرج فقال بخلافه)

بے شک ہم نے اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پر بیعت کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کا مسئلہ وحید الزمان کی نظر میں

اس حدیث کی شرح میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان خان تحریر کرتے ہیں:

''عبداللہ بن عمر کو معاویہ نے دو لاکھ روپے بھیج کر یہ خواہش کی تھی کہ وہ ان کی زندگی ہی میں یزید ان کے صاحبزادے سے بیعت کر لیں گے۔ مگر عبداللہ نے کہا کہ شاید معاویہ مجھ سے دو لاکھ روپے کا عوض یہ چاہتے ہیں تو کیسے ہوسکتا ہے میں اپنے دین کو ایسے سستے داموں میں بیچ ڈالوں۔ شریعت کی رو سے دو امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہوسکتی۔ خیر جب معاویہ مر گئے تو عبداللہ بن عمر نے ان کے بیٹے کو لکھ بھیجا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی۔ یزید بہت خوش ہوا اور اسی وجہ سے عبداللہ اس کی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ عبداللہ کا یہ مذہب تھا کہ گو یزید فاسق ہو مگر فسق و فجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہوسکتا۔ جیسے ہمارے زمانہ کے اکثر فقیہوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں کہ یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیوں کہ اہلِ حل وعقد نے اس سے بیعت نہیں کی تھی۔ سب کے سردار اس وقت امام حسین علیہ السلام تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہلِ بیت اور صحابہ نے اس سے بیعت نہیں کی تھی۔ دوسرے یزید کی خلافت دغابازی اور زبردستی پر مبنی تھی۔ (تیسیر الباری ج ۹ ص ۱۷۲)

ے مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

محمد ابن الحنیفہ کی طرف سے یزید کی صفائی، حقیقت کیا ہے؟

عبدالرؤف گلاب نے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا کہ انھوں نے یزید پر عائد کردہ الزامات کی پرزور تردید کی تھی۔ واضح رہے کہ اس افسانے کو صرف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے اور اس افسانہ سے یزید کی براءت نہیں ہوسکتی کیوں کہ:

(۱) اس کی کوئی سند امام حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے بیان ہی نہیں کی۔ لہٰذا یہ منقطع ہے اور اس لیے قابلِ حجت ہرگز نہیں ہے۔

(۲) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ خود حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ جا بجا اس کے خلاف اپنے فیصلے صادر کرتے جاتے ہیں۔ جس کا ثبوت ہم نے پیچھے ''یزید حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں'' کے عنوان کے تحت پیش کر چکے ہیں۔

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

(۳) یاد رہے یزید پر جتنے الزامات صحابہ وغیرہ نے عائد کیے تھے حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے ان الزامات سے یزید کی کہیں برأت نہیں کی ہے۔

(۴) واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ (جن سے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ مکالمہ برأت یزید کے بارے میں نقل کیا جاتا ہے) دونوں صحابی ہیں اب اگر یہ مکالمہ صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں صحابیوں نے تو یزید پر جھوٹی تہمت جوڑی جیسا کہ گلاب نے دعویٰ کیا ہے کہ ''اسی زمانے میں بعضوں نے بیعت یزید سے لوگوں کو منحرف کرنے کے لیے ان پر جھوٹی تہمتیں لگائیں اور شراب نوشی وغیرہ کا جھوٹا پروپیگنڈا شروع کیا۔'' (مروان اور یزید، ص ۱۲۶)

شہادتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید

عبدالرؤف گلاب یہ بات ماننے کے لیے تیار ہی نہیں کہ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا اس سے وہ راضی تھا۔ بلکہ یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بھائی تھے۔ لکھتا ہے:

''کیا یزید کے ہاتھ حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے رنگین تھے؟ یزید کو قاتلِ حسین کی حیثیت سے پیش کرنے والے دونوں کا ذکر اکثر یوں کرتے ہیں گویا دونوں ایک دوسرے کے پیدائشی دشمن تھے حالانکہ حضرت حسین اور حضرت یزید دونوں ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے۔۔۔۔اس طرح کسی اعتبار سے یزید و حسین بھائی بھائی قرار پائے ہیں اور کسی اعتبار سے ماموں بھانجے۔۔۔۔ یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی کہ یزید نے ان تمام رشتہ داریوں کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے باپ کی وصیت کو بھی بھول ڈالا ہو اور حضرت حسین کے قتل کا فرمان جاری کر دیا ہو۔'' (مروان اور یزید ص ۲۶، ۲۷)

عبدالرؤف گلاب کی سمجھ میں یہ بات آتی ہی نہیں تو ہم کیا کریں سچ فرمایا کسی نے ؎

۱؎ گلاب نے جگہ جگہ یزید اور مروان کو ''رضی اللہ عنہ'' اور ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا لیکن ہم نے کسی جگہ بھی ان دونوں کے ساتھ ایسا نہیں لکھا کیوں کہ دونوں فاسق و فاجر تھے۔

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

حالانکہ جمہور علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل یزید کے حکم اور اس کی اچھا (رضا) سے ہوا۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ:

صاحب شرح عقائد حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والحق ان رضاء یزید بقتل الحسین واستبشاره بذلك واهانة اهل بيت النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مما تواتر معناه وان كان تفاصيلها احاداً۔

اور حق یہ ہے کہ یزید کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی اور خوش ہونا، اور اہلِ بیت نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کرنا ان امور میں سے ہے جو تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگرچہ ان کی تفاصیل احاد ہیں۔ (شرح عقائد نسفی)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کی رائے ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ شہادتِ حسین پر رضا مند تھا۔ حضرت حسین اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت سے وہ کبھی بھی مسرور و مطمئن نہیں ہوا۔ ہمارے نزدیک یہ رائے مردود و باطل ہے کیوں کہ یزید کی اہلِ بیت سے عداوت اور اہلِ بیت کی اہانت و ذلت کے واقعات تواتر کے ساتھ اس سے سرزد ہوتے رہے۔ ان تمام واقعات سے انکار کرنا از راہِ تکلف ہے۔ (تکمیل الایمان ص ۱۷۸۔ مطبوعہ سدھارتھ نگر، یوپی)

امام ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں یزید کے ملوث ہونے پر ابنِ زیاد کی گواہی پیش کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں کہ یزید کی موت کے

IT DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

بعد ابنِ زیاد ملک شام کو روانہ ہوا تو راستے میں وہ سواری پر کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس کے رفیقِ سفر مسافر بن شریح نے کہا کیا آپ کو نیند آ رہی ہے؟ ابن زیاد نے کہا نہیں میں کچھ سوچ رہا تھا۔ مسافر بن شریح نے کہا میں بتاؤں آپ کیا سوچ رہے تھے؟ ابن زیاد نے کہا بتاؤ۔ مسافر بن شریح نے کہا کُنْتَ تَقُوْلُ لَیْتَنِیْ لَمْ اَقْتُلْ حُسَیْنًا، آپ اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ کاش میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کیا ہوتا۔ ابن زیاد نے کہا: اَمَّا قَتْلی الحسین فانہ اشار علی یزید بقتلہ او قتلی فاخترتُ قَتْلَہٗ۔ جہاں تک میرے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا تعلق ہے تو وہ اس لیے کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ ان کو قتل کردوں ورنہ وہ مجھے قتل کردے گا۔ تو میں نے ان کے قتل کو اختیار کیا۔ (الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۴۷۴۔ مطبوعہ بیروت)

ایک اور جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

بعث اِلٰی عبید اللہ بن زیاد بامرہ بالمسیر الی المدینۃ و محاصرۃ ابن الزبیر بمکۃ فقَالَ واللہ لا جمعتھما للفاسق قگل ابن رسول اللہ وغزوۃ الکعبۃ ثُمَّ ارسل الیہ یعتذر۔

یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے اور مکہ مکرمہ میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اس فاسق (یزید) کے لیے ابن رسول اللہ کا قتل (جو پہلے کر چکا ہوں) اور کعبہ میں لڑائی دونوں کو اپنے لیے جمع نہیں کروں گا تو اس نے معذرت کردی۔ (الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۴۵۵)

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے جواب خط جو انھوں نے یزید کو لکھا تھا یوں تحریر کرتے ہیں:

و قد قتلت حسینا و فتیان عبد المطلب مصابیح الھدی و نجوم الاعلام غادرتھم خیولك بامرك۔

اور بے شک تو نے حسین اور عبد المطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے روشن

چراغ اور چمکتے ہوئے ستارے تھے۔ تیرے حکم سے تیرے لشکر کے سواروں نے ایک ہی جگہ ان کو خاک و خون میں ملا دیا۔ (الکامل فی التاریخ ج ۳۔ ص ۴۶۶)

امام حافظ ابن کثیر:

وقد اخطأ یزید خطأ فاحشا فی قولہ لمسلم بن عقبۃ ان یبیح المدینۃ ثلثۃ ایام و ھٰذا خطأ کبیر فاحش مع ما انضم الیٰ ذٰلك من قتل خلق من الصحابۃ وبناءھم وقد تقدم انہ قتل الحسین واصحابہ علیٰ یدی عبید بن زیاد۔

اور بلا شبہ یزید نے بڑی سخت غلطی کی اپنی اس قول میں جو اس نے مسلم بن عقبہ سے کہا کہ وہ تین دن تک مدینہ منورہ کو مباح الدم قرار دیئے۔ یہ ایک اور مجرمانہ غلطی تھی جس سے (اس کی غلطیوں میں) اور اضافہ ہوا کہ صحابہ کرام اور ان کی اولاد کا قتل بھی شامل ہے۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۳۰ مطبوعہ مصر)

ان تمام عبارات سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بے شک سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل یزید کی رضا اور اس کے حکم سے ہوا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن کثیر اور ابن زیاد بدنہاد کے بیانات اور شہادت کے بعد یہ شبہ بالکل زائل ہو جاتا ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا قتل یزید کی مرضی اور حکم سے نہیں ہوا۔ ایک جاہل اور معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی اس حقیقت کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کوئی فوجی آفیسر یا صوبہ کا گورنر محض اپنی مرضی اور رائے سے ملک کے امیر کے حکم یا مرضی کے بغیر ملک کی کسی عظیم ترین شخصیت کو قتل نہیں کر سکتا۔ خاندانِ نبوت کی عظیم ترین ہستیاں یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے عزیز و اقارب اور رفقاء کا قتل یزیدی فوج کے کسی افسر یا صوبہ کے گورنر کا ذاتی فعل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ یزید کی مرضی اور حکم سے ہوا اور اس کی پوری ذمے داری یزید پر عائد ہوتی ہے۔ اس کی مثال قرآن کریم میں بھی ملتی

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AMIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

ہے۔فرعون نے بنی اسرائیل کا کوئی بھی بچہ اپنے ہاتھوں سے ذبح نہیں کیا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تمام بچوں کا قاتل اور ذابح اسی کو قرار دیا کیوں کہ تمام بچے اسی کے حکم سے قتل کیے گئے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: یذبح ابنائکم و یستحی نسآئکم۔ (القرآن) اے اسرائیلیو! فرعون تمہارے بچوں کو ذبح کرتا ہے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑتا تھا۔ ثابت ہوا جس کے حکم اور رضا سے قتل ہو اس حاکم کو حکماً قاتل ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ یزید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے راضی نہ تھا اور نہ یہ قتل اس کے حکم اور رضا سے ہوا۔ بلکہ بلاشبہ (Undoubtly) یہ سب کچھ یزید پلید کے حکم سے ہوا۔

کیا واقعۂ کربلا کے بعد ساداتِ علوی کی رشتے داریاں بنو اُمیہ سے ہوئی تھیں؟

عبدالرؤف نے ایک جھوٹا دعویٰ یہ کیا ہے کہ ''واقعۂ کربلا کے بعد بھی دونوں (اہلِ بیت اور بنوامیہ) ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ نہ صرف یہ کہ شادیوں کے رشتے ہوتے رہے بلکہ اس میں بہت اضافہ بھی ہوا۔'' (مروان اور یزید ص ۲۸)

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ عبدالرؤف گلاب اور اس کے تمام حواری مل کر بھی یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکیں گے کہ واقعۂ کربلا کے بعد فاطمہ اور یزید کی اولاد کے درمیان کوئی رشتۂ مناکحت ہوا تھا۔ دُنیا کی تمام تواریخ اور انساب (Generations) کی کتب میں ایک رشتۂ مناکحت بھی واقعۂ کربلا کے بعد یہ مروانی و یزیدی ٹولہ ہرگز ثابت نہیں کر سکیں گے، ان شاء اللہ۔

یہ بھی واضح رہے کہ بنوامیہ اور بنی ہاشم کے بہت سے خاندان تھے۔ گلاب صاحب نے جن رشتے داریوں کا ذکر کیا ان سب میں اولادِ مروان یا اولادِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، اولادِ یزید کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے۔ چونکہ عبدالملک مروانی جب تختِ حکومت پر بیٹھا تو اس نے یزید کے زوال سے عبرت پکڑ کر حجاج بن یوسف کو یہ تاکید کر دی تھی کہ بنو ہاشم سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے کیوں کہ آلِ ابی سفیان نے جب ان پر زیادتی کی تو ان پر زوال آ گیا۔ چنانچہ وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ یوں رقم طراز ہے۔

فان الحجاج مع کونه مبیرا سفاکا للشماء قتل خلقا کثیرا لم یقتل من اشراف بنی هاشم احدا قط بل سلطانه عبدالملك بن مروان نهاه عن التعرض لبنی هاشم و هم الاشراف و ذکرانه اتی الی بنی الحرب لما تعرضوا الهم یعنی لما قتل الحسین۔

ترجمہ: بلاشبہ حجاج نے باوجود یہ کہ وہ بڑا اہلاکو اور سخت خوں ریز تھا اور اس نے ایک خلق کثیر کو قتل کر دیا تھا تاہم اشراف بنی ہاشم میں کبھی کسی کو قتل نہ کیا بلکہ اس کے سلطان عبدالملک بن مروان نے بنی ہاشم سے جو اشراف کہلاتے ہیں کسی قسم کا بھی تعرض کرنے سے منع کر دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ بنوحرب نے جب ان سے تعرض کیا تو ان کی شامت آ گئی۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل پر تو ان پر ادبار آ گیا۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴۔ ص ۵۰۴)

اس لیے بنو ہاشم اور بنو مروان (نہ کہ بنو یزید) میں اگر تعلقات و قرابت بعد میں بھی قائم رہے اور ایک دوسرے کے رشتۂ مناکحت کا سلسلہ چلتا رہا تو اس یزید کی برأت ثابت ہرگز نہیں ہو۔ جیسا کہ گلاب وہابی کا کھوکھلا اور جھوٹا دعویٰ ہے کہ ''ان معلومات کی روشنی میں پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت حسین کی شہادت سے یزید کا کوئی تعلق نہیں تھا۔'' (مروان اور یزید، ص ۲۹)

یہ محض گلاب کا شیطانی قیاس ہے اور یزید دوستی اور حسین (رضی اللہ عنہ) دشمنی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

یزید کے متعلق اس کے ہم عصروں کا بیان

(۱) حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی شہید غزوہ احد غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ یزید کے متعلق فرماتے ہیں:

فَوَاللهِ مَا خَرَجْنَا عَلٰى يَزِيْدَ حَتّٰى خِفْنَا اَنْ نُّرْمٰى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَآءِ اِنَّ رَجُلًا يَنْكِحُ الْاُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتِ وَالْاَخَوَاتِ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ۔

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! ہم یزید کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب کہ ہمیں یہ خوف لاحق ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں۔ کیوں کہ یہ شخص (یزید) ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیتا اور شراب پیتا اور نمازیں چھوڑتا تھا۔ (طبقات ابن سعد، الکامل فی التاریخ)

(۲) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ یزید کے متعلق یوں بیان دیتے ہیں:

إِنَّهُ قَدْ جَاءَنِي بِمِائَةِ أَلْفٍ وَلَا يَمْنَعُنِي مَا صُنِعَ بِي أَنْ أُخْبِرَكُمْ خَبَرَهُ وَاللهِ أَنَّهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَاللهِ أَنَّهُ لَيَسْكَرُ حَتّٰى يَدَعَ الصَّلٰوةَ۔

کہ بخدا! یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم کا عطیہ دیا لیکن یہ عطیہ مجھے اس امر سے باز نہیں رکھ سکتا کہ میں اس کے متعلق تمہیں سچی بات بتاؤں۔ اللہ کی قسم وہ شراب پیتا ہے کہ نشہ کی وجہ سے نماز ترک ہو جاتی ہے۔ (تاریخ طبری۔۔۔۔ الکامل فی التاریخ)

(۳) امام الاولیاء حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے **وَاسْتَخْلَافُهُ بَعْدَهُ اِبْنَهُ سَكِّيْرًا خَمِيْرًا يَلْبِسُ الْحَرِيْرَ وَيَضْرِبُ بِالطَّنَابِيْرَ۔** اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنایا جو حد درجے کا نشہ باز شرابی، ریشمی کپڑے پہنتا اور طنبور بجاتا تھا۔ (الکامل فی التاریخ)

(۴) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَعَابَ يَزِيْدَ بِشُرْبِ الْخَمْرِ وَاللَّعِبِ بِالْكِلَابِ وَالتَّهَاوُنِ بِالدِّيْنِ وَاَظْهَرَ ثَلْبَهُ۔

کہ یزید شراب پینے اور کتوں کے ساتھ کھیلنے اور دین کی تحقیر و توہین کرنے میں مشہور ہے۔ اور اسی طرح بہت سی برائیاں ظاہر کیں۔ (حیوٰۃ الحیوان، ج ۱)

(۵) خود یزید کے ساتھی ابن زیاد کا یزید کے بارے میں کیا خیال ہے ملاحظہ ہو۔

وَبَعَثَ اِلٰى عُبَيْدِاللهِ بْنِ زِيَادٍ يَأْمُرُهُ بِالْمَسِيْرِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَمُحَاصَرَةَ

ابْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَاللهِ لَا اَجْمَعُهُمَا لِلْفَاسِقِ قَتْلَ ابْنِ رَسُوْلِ اللهِ وَغَزْوَ الْكَعْبَةِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهِ يَعْتَذِرُ۔

پھر یزید نے عبیداللہ بن زیاد (گورنر کوفہ) کو مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے اور مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اُس فاسق (یزید) کے لیے قتل ابنِ رسول اللہ (جو پہلے کر چکا) اور کعبہ کی لڑائی کو (دونوں کو) جمع نہیں کروں گا۔ پھر اس نے یزید کی طرف معذرت نامہ بھیج دیا۔ (الکامل فی التاریخ)

(۶) یزید کے بارے میں اس کے بیٹے کی شہادت

یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھیے معاویہ بن یزید اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کا یہ سعادت مند بیٹا جب متولی خلافت ہوئے تو انھوں نے بر سر منبر اپنے باپ کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے:

قلد ابی الامر و کان غیر اهله و نازع ابن بنت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وفقصف عمره وابنتر عقبه و صارنی قبره رهینا بذنوبه ثم بکی وقال انمن اعظم الامور علینا علمنا لسوء مصرعه و بئس منقلبه و قد قتل عترة رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و اباح الخمر خرب الكعبة ولم اذق حلاوة الخلافة فلا اتقلد مرارتها نشانكم الامر كم والله لئن كانت الدنيا خيرا فقد نلنا منهیا حظا ولئن كانت شرا فكفی ذرية ابی سفیان ما اصابوا منها۔

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے سے نزاع کی، آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمے داری لے کر دفن ہو گیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر

IT DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

سب سے گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جب کہ) اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کر دیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے خلافت کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام۔ خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۳۴)

اے یزید کی صفائی کے گواہو! یہ ہے تمہارا خلیفہ، یہ ہے تمہارا پیشوا، اور یہ ہے تمہارا واحد جنتی تابعی۔ یزید جو شرابی بھی تھا اور زانی بھی، عیاش بھی تھا اور بدقماش بھی۔ جو منکر فرض بھی تھا اور تارکِ سنت بھی اور جو بدکار بھی تھا اور بے نمازی بھی۔ جس کی برائیوں اور سیہ کاریوں کی گواہی اس کے دست راست ابن زیاد نے دی اور اس کے سگے بیٹے معاویہ نے بھی۔

یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر سزا

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے یزید کو امیر المؤمنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا (سخت ناراض ہو کر) تَقُوْلُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَمَرَ بِهٖ ضَرْبَ عِشْرِيْنَ سَوْطًا کہ تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے۔ اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس کو بیس ۲۰ کوڑے لگائے گئے۔ (تاریخ الخلفاء، تہذیب التہذیب)

یزید کی شخصیت علما کی نظر میں

(۱) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخنا العالم العلامہ البحر الفہامہ شیخ الاسلام و مفتی الامام الشیخ شہاب الدین ابن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ اخْتَلَفُوا فِيْ تَكْفِيْرِ يَزِيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَ وَلِيِّ عَهْدِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ اِنَّهٗ كَافِرٌ لِقَوْلِ سِبْطِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ وَغَيْرِهٖ

الْمَشْهُوْرِ اِنَّهٗ لَمَّا جَاءَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ اَهْلَ الشَّامِ وَجَعَلَ يَنْكُتُ رَأْسَهٗ بِالْخَيْزُرَانِ وَيَنْشُدُ ابيات الزبعرى۔ لَيْتَ اَشْيَاخِيْ بِبَدْرٍ شهدوا الْاَبْيَاتِ الْمَعْرُوْفَةَ وَزَادَ فِيْهَا بَيْتَيْنِ مشتملين عَلٰى صَرِيْحِ الْكُفْرِ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْمَا حَكَاهُ سِبْطُهٗ عَنْهُ لَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ قِتَالِ ابْنِ زِيَادٍ لِلْحُسَيْنِ وَاِنَّمَا الْعَجَبُ مِنْ خذلان يَزِيْدَ وَضَرْبِهٖ بِالْقَضِيْبِ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ وَ حَمْلِهٖ اٰلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَبَايَا عَلٰى اقتاب الْجِمَالِ وَذَكَر اشياءَ مِنْ قبيح مَا اشْتَهَرَ عَنْهُ وَرَدِّهِ الرَّأْسِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ تَغَيَّرَتْ رِيْحُهٗ ثُمَّ قَالَ وَمَا كَانَ مَقْصُوْدُهٗ اِلَّا الْفَضِيْحَةَ وَاِظْهَارَ الرَّأْسِ فَيَجُوْزُ اَنْ يَّفْعَلَ هٰذَا بِالْخَوَارِجِ وَالْبُغَاةِ يُكَفَّنُوْنَ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِمْ وَيُدْفَنُوْنَ وَلَوْلَمْ يَكُنْ فِيْ قَلْبِهٖ اَحْقَادُ جَاهِلِيَّةٍ وَ اَضْغَانُ بَدْرِيَّةٍ لَاَحْتَرَمَ الرَّأْسَ لَمَّا وَصَلَ اِلَيْهِ وَ كَفَّنَهٗ وَ دَفَنَهٗ وَ اَحْسَنَ اِلٰى اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: جان لو اہلِ سنّت و جماعت کا یزید بن معاویہ کے کافر ہونے اور امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے بعد ولی عہد ہونے میں اختلاف ہوا ہے۔ ایک گروہ نے کہا کہ وہ کافر ہے۔ چنانچہ سبط ابن الجوزی وغیرہ کا قول مشہور ہے کیوں کہ یزید کے پاس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک آیا تو اس نے اہلِ شام کو جمع کیا اور خیران کی لکڑی جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سے امام کے سرِ انور کو اُلٹ پلٹ کرتا تھا۔ ورزبعری کے یہ اشعار جو مشہور ہیں پڑھتا تھا (اے کاش میرے بزرگ جو بدر میں مارے گئے آج زندہ موجود ہوتے) اور اس نے اِن شعروں میں دو شعر اور زیادہ کیے جو صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں۔ ابن جوزی نے کہا ابن زیاد کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا اس قدر تعجب خیز نہیں، تعجب خیز تو یزید کا خذلان ہے اور اس کا امام کے دانتوں پر لکڑی مارنا اور آلِ رسول ﷺ کو قیدی بنا کے اونٹوں کے پالانوں پر بٹھانا ہے۔ اور ابن جوزی نے اس قسم کی بہت سی قبیح باتوں کا ذکر کیا ہے جو اس یزید کے بارے میں مشہور ہیں پھر یزید نے امام کا سرِ مبارک اس وقت مدینہ منورہ میں واپس لوٹایا جب کہ

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

اس کی بُو متغیر ہو چکی تھی تو اس سے اس کا مقصد سوائے فضیحت اور سرِ انور کی توہین کے اور کیا تھا۔ حالانکہ خارجیوں اور باغیوں کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ بھی جائز ہے (چہ جائیکہ فرزندِ رسول کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا) اور اگر اس کے دل میں جاہلیت کا بغض و کینہ اور جنگ بدر کا انتقامی جذبہ نہ ہوتا تو جب اس کے پاس امام کا سرِ انور پہنچا تھا وہ اس کا احترام کرتا اور اس کو کفن دے کر دفن کرتا اور آلِ رسول ﷺ کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتا۔ (الصواعق المحرقہ)

(۲) حضرت سید الاولیاء غوث صمدانی محبوب یزدانی شیخ سید شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

''یوم عاشورا (دس محرم) کی فضیلت: اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے کہ اسی اثنا حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سینے پر بیٹھ کر کھیلنے لگے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھوڑی مٹی تھی اور آپ کے آنسو جاری تھے۔ جب حسین رضی اللہ عنہ چلے گئے تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جا کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر نثار! آپ کے ہاتھ میں مٹی ہے اور آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا حسین رضی اللہ عنہ میرے سینے پر کھیل رہا تھا۔ کہ جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے اس مقام کی مٹی دے گئے جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔ اس لیے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ اسے خوش خبری فرماتے ہیں اور ان سے محبت بھری باتیں کرتے ہیں۔ صبح کے وقت سلیمان نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا۔ حسن نے کہا ممکن ہے کہ تم نے اہلِ بیت سے حسنِ سلوک کیا ہو۔ بولا، ہاں میں نے یزید بن معاویہ کے بیت المال میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر دیکھا اور اسے پانچ ریشمی کپڑوں کا کفن دیا پھر اپنے دوستوں کی جماعت کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی اور اسے قبر میں دفنا دیا۔ حسن بصری نے کہا اسی لیے نبی ﷺ آپ سے خوش تھے۔ سلیمان نے حسن کے لیے تحائف کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ساتھ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

حمزہ بن زیارت: میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مل کر حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ ہمیں ابو نصر نے اپنی سند سے محمد سے خبر دی کہ جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن ستّر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو تا قیامت آپ پر روتے رہیں گے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے نواسہ کو اس دن شہادت سے نوازا جو عظمتوں والا ہے تا کہ ان کے درجات بلند ہوں اور انھیں ان خلفائے راشدین کے مرتبے تک پہنچا دیا جائے، جنھیں شہادت کی دولت ملی تھی۔ اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کو افسوس کا دن فرض کیا جائے تو سوموار کا دن اس سے بڑا قابلِ افسوس ہوگا کیوں کہ اس دن اللہ کے آخری رسول ﷺ فوت ہوئے تھے۔ (غنیۃ الطالبین اردو ص ۴۴۸، ۴۴۹۔ باب فضائل عاشورا، مترجم حافظ مبشر حسین لاہوری۔ ناشر اریب پبلیکیشنز نئی دہلی)

(۳) رئیس المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ: فرماتے ہیں:

''بعض علمائے اہلِ سنت تو یزید کے معاملے میں بھی توقف سے کام لیتے ہیں مگر بعض غلو و افراط کی وجہ سے اس کی شان و منزلت بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چوں کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر امیر مقرر ہوا تھا، امام حسین رضی اللہ عنہ پر ضروری تھا کہ وہ ان کی اطاعت کرتے۔ نعوذ باللہ من ھٰذا الاعتقاد۔

یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کو اجماع پر کس طرح واجب آتا ہے جب کہ اس وقت کے صحابۂ کرام اور صحابۂ کرام کی اولاد جو بھی موجود تھی اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ سے چند لوگ اس کے پاس شام میں جبر و کراہ سے پہنچائے گئے تھے مگر یزید کے ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر واپس مدینہ چلے آئے اور عارضی بیعت کو فسخ کر دیا۔ اور ان لوگوں نے برملا کہا کہ وہ خدا کا دشمن ہے، شراب نوش ہے، تارک الصلوٰۃ ہے، زانی ہے، فاسق ہے، محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کی رائے ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ شہادتِ حسین پر رضا مند تھا۔ حضرت حسین اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت سے وہ کبھی بھی مسرور نہیں ہوا۔ ہمارے نزدیک یہ رائے مردود اور باطل ہے کیوں کہ یزید کی اہلِ بیت کی اہانت و ذلت کے واقعات تواتر کے ساتھ اس سے سرزد ہوتے رہے۔ ان تمام واقعات سے انکار کرنا ازراہِ تکلف ہے۔

ایک طبقے کی رائے یہ ہے کہ قتلِ حسین رضی اللہ عنہ دراصل گناہ کبیرہ ہے کیوں کہ ناحق مومن کا قتل کرنا گناہِ کبیرہ میں آتا ہے، کفر میں نہیں آتا۔ مگر لعنت تو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس ہے۔ وہ نبی علیہ السلام کے کلام سے بھی بے خبر ہیں کیوں کہ حضرت فاطمہ اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت اور انھیں تکلیف و توہین کرنا باعثِ ایذا و عداوتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ حضرات یزید کے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔ کیا اہانتِ رسول اور عداوتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر و لعنت کا سبب نہیں ہے اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لیے کافی نہیں۔ آیت کریمہ ملاحظہ ہو:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے وہ یقیناً دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں اور خدا نے ان کے لیے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ یزید کے خاتمے کے متعلق کوئی علم نہیں ہو سکتا ہے کہ ارتکابِ کفر و معصیت کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور آخرکار تائب ہو گیا ہو۔ حضرت امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ علمائے سلف اور مشاہیرِ امت میں بعض نے جن میں امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ شامل ہیں یزید پر لعنت کی ہے۔ ابن جوزی جو شریعت اور حفظِ سنّت میں بڑے متشدد تھے اپنی کتاب میں لعنت بر یزید کو علمائے سلف سے نقل کیا ہے۔ بعض علمائے کرام نے لعنت کی ممانعت کی ہے اور بعض توقف کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین انسان ہے۔ اس بدبخت نے جو کارہائے بدانجام دیے ہیں اُمّتِ رسول میں کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ اور اہانت اہلِ بیت سے فارغ ہو کر اس بدبخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی۔ اور اس مقدس شہر کی بے حرمتی کے بعد اہلِ مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے۔ اور باقی ماندہ صحابۂ رسول اور تابعین اس کی تیغ ستم کے نذر ہو گئے۔ مدینہ منورہ کی تخریب کے بعد اس نے مکہ معظّمہ کی تباہی کا حکم دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذمے دار ٹھہرا۔ اور انہی حالات میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور اس کی توبہ اور رجوع کا مزید حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔ (تکمیل الایمان۔ ص ۱۷۸،۱۷۹)

(۴) امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ یزید کے بارے میں فرماتے ہیں: ”یزید بدبخت فاسقوں کے زمرہ میں سے ہے۔ اس کی لعنت میں توقف اہلِ سنت کے مقررہ اصل کے باعث ہے کیوں کہ انھوں نے معین شخص کے لیے اگرچہ کافر ہو، لعنت جائز نہیں کی۔ مگر جب یقیناً معلوم کریں کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے۔ جیسے کہ ابولہب جہنمی اور اس کی عورت۔ نہ یہ کہ وہ لعنت کے لائق نہیں۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ الخ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

(مکتوباتِ امام ربانی، جلد اوّل ص ۴۴۳ دفتر اوّل مکتوب ۲۵۱۔ مطبوعہ وفاق پریس لاہور)

(۵) شیخ التفسیر والحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَهٗ وَابْنِ زِیَادٍ مَعَهٗ وَیَزِیْدَ اَیْضًا وَّكَانَ قَتْلُهٗ بِكَرْبَلَا وَفِیْ قَتْلِهٖ قِصَّةٌ فِیْهَا طُوْلٌ لَا یَحْتَمِلُ الْقَلْبُ ذِكْرَهَا فَاِنَّ لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ترجمہ: ابن زیاد، یزید اور امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے قاتل، ان تینوں پر اللہ کی لعنت۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے مقام پر شہید کیا گیا آپ کی شہادت کا واقعہ بہت طویل اور دل گداز ہے جس کو لکھنے اور سننے کی دل میں طاقت نہیں ہے۔ انا للہ و انا الیہ

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

راجعون۔ (تاریخ الخلفاء)

(۶) خاتم المفسرین والمحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فَامْتَنَعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْعَتِهِ لِاَنَّهُ كَانَ فَاسِقًا مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ وَخَرَجَ الْحُسَيْنُ اِلٰى مَكَّةَ۔"

ترجمہ: پس انکار کیا امام حسین (علیٰ جدہ وعلیہ السلام) نے یزید کی بیعت سے کیوں کہ وہ فاسق، شرابی اور ظالم تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے۔ (سر الشہادتین ص ۱۲)

مزید حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: یزید پر لعنت کے بارے میں بعض سے توقف منقول ہے تو اس بارہ میں تحقیق کیا ہے؟

جواب: اور اس حکم میں کہ یزید پر لعنت کرنا چاہیے یا نہیں، توقف اس وجہ سے ہے کہ روایات متعارضہ اور متخالفہ یزید پلید کے بارہ میں شہادتِ امام حسین (علیٰ جدہ وعلیہ السلام) میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین (علیٰ جدہ وعلیہ السلام) کی شہادت پر یزید راضی ہوا اور آپ کی شہادت سے خوش ہوا اور اس نے اہلِ بیت اور خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی۔ تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایت مرجح ہیں تو ان علماء نے یزید پر لعن کیا۔ چنانچہ احمد بن حنبل اور کیا ہراسی (رحمہا اللہ) جو فقہائے شافعیہ سے ہوئے ہیں اور دیگر علمائے کثیر نے یزید پر لعن کیا ہے اور بعضے روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ یزید کو شہادتِ امام علیہ السلام سے رنج تھا اور شہادت کی وجہ سے یزید نے ابن زیاد اور اس کے اعوان پر عتاب کیا اور یزید کو اس کام سے ندامت ہوئی کہ اس کے نائب کے ہاتھ سے یہ واقعہ وقوع میں آیا۔ تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات مرجح ہیں تو ان علماء نے یزید کے لعن سے منع کیا۔ چنانچہ امام غزالی اور دیگر علماء شافعیہ اور اکثر علماء حنفیہ نے یزید کے لعن سے منع کیا ہے اور بعضے علماء کے نزدیک ثابت ہوا کہ دونوں طرح کی روایات میں تعارض ہے۔ اور کوئی ایسی وجہ ثابت نہ ہوئی کہ اس کے اعتبار سے ایک

جانب کی روایات کو ترجیح ہو سکے تو ان علماء نے احتیاطاً اس مسئلہ میں توقف کیا اور جب روایات میں تعارض ہووے اور کوئی وجہ کسی روایت کی ترجیح کے لیے نہ ہو تو علماء پر یہی واجب ہے یعنی حکم دینے میں توقف کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا یہی قول ہے۔ البتہ شمر و ابن زیاد پر لعن کرنا قطعی طور پر جائز ہے۔ اس واسطے کہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ شمر و ابن زیاد شہادتِ امام حسین علیہ السلام پر راضی تھے اور آپ کی شہادت سے وہ دونوں خوش ہوئے اور اس بارہ میں روایات میں تعارض نہیں۔ اس لیے شمر و ابن زیاد پر لعن کرنے میں علماء سے کسی نے توقف نہیں کیا بلکہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کہ شمر و ابن زیاد پر لعن کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۲۵۲)

(۷) حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''گمراہی کی دعوت دینے والا شام میں یزید اور عراق میں مختار تھا۔'' (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۲۱۳)

(۸) علامہ الکیا الہراسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ: شافعیوں کے امام و جلیل القدر فقیہ حضرت الکیا الہراسی رحمۃ اللہ علیہ سے یزید کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنَ الصَّحَابَةِ لِاَنَّهُ وُلِدَ فِي ايامِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاَمَّا قَوْلُ السَّلْفِ فَفِيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ من اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ مَالِكٍ وَاَحْمَدَ قَوْلَانِ تَصْرِيْحٌ وَتَلْوِيْحٌ وَلَنَا قَوْلٌ وَاحِدٌ التَّصْرِيْحُ دُوْنَ التَّلْوِيْحِ وَ كَيْفَ لَا يَكُوْنُ كَذَالِكَ وَهُوَ الْمُتَصَيِّدُ بِالْفَهدِ وَ يُلَاعِبُ بِالنَّرْدِ وَمُدْمِنِ الْخَمْرِ وَمن شعره فِي الْخَمْرِ۔

اَقُول لصحبٍ ضمّت الكأس شَمْلَهُمْ وَدَاعِي صَبَابَاتِ الْهَوٰى يَتَرَنَّمُ
خُذُوْا بِنَصِيْبٍ مِن نعيمٍ وَلَذَّة فكلٌ وَاِنْ طَالَ الْمُدٰى يَتَصَرَّمُ

وَ كَتَبَ فصلاً طَوِيْلًا اضربنا عَنْ ذِكْرِهِ ثُمَّ قَلَّبَ الْوَرَقَةَ وَ كَتَبَ وَلو مَدَدْتُ ببياض لَاَطْلَقْتُ الْعِنَانَ وبسطتُ الْكَلَامَ فِي مخاذي هٰذا الرّجل۔

IT.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

ترجمہ: کہ وہ یزید صحابہ میں سے نہیں تھا کیوں کہ اس کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ رہا اس پر لعنت کرنا تو اس میں سلف صالحین امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے دو قسم کے قول ہیں۔ ایک تصریح کے ساتھ (یعنی نام لے کر لعنت کرنا) دوسرا تلویح کے ساتھ (یعنی بغیر نام لیے اشارۃً جیسے اللہ امام کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرے) لیکن ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہے یعنی تصریح نہ کہ تلویح۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ یزید چیتوں کا شکار کھیلتا اور نرد کھیلتا اور ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ چنانچہ اسی کے اشعار میں اسے ایک شراب کے بارے میں یہ ہے: ''کہ میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں جن کو دورِ جام وشراب نے جمع کر دیا ہے اور عشق کی گرمیاں ترنم سے پکار رہی ہیں کہ اپنی نعمتوں اور لذتوں کے حصہ کو حاصل کر لو کیوں کہ ہر انسان ختم ہو جائے گا۔ خواہ اس کی عمر کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو۔ (لہٰذا جو عیش کرنا ہے کر لو پھر وقت ہاتھ نہیں آئے گا)''

اور اس پر فقیہ الہراسی نے ایک طویل فصل لکھی ہے جس کے ذکر کو ہم نے (طول کی وجہ سے) چھوڑ دیا ہے۔ پھر انھوں نے ایک ورق پلٹا اور لکھا اگر اس میں کچھ اور بھی جگہ ہوتی تو میں قلم کی باگ ڈھیلی چھوڑ دیتا اور کافی تفصیل سے اس شخص (یزید) کی رسوائیاں لکھتا۔ (حیوٰۃ الحیوان)

(۹) محدث جلیل امام ملّا علی قاری رحمۃ الباری: محدث جلیل امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَلَا یَجُوْزُ اصلا بخلاف یَزِیْدَ وَ ابْن زیادٍ وَاِمْثَالِھَا فان بعضَ الْعُلَمَاءِ جوّز والَعنَھُمَا بَل الامَامُ اَحْمَدُ بْن حَنْبلٍ قَالَ بِکُفْرِ یَزِیْدَ لکن جمھور اَھْلُ السُّنَّۃِ لَا یُجوزونَ لَعْنَۃَ حَیْثُ لم یثبت کفرہٗ عِنْدَھُم۔

ترجمہ: پس ہرگز جائز نہیں ہے۔ ہاں یزید اور ابن زیاد اور انہی کی مثل دوسرے لوگوں پر جائز ہے کیوں کہ بعض علماء کرام نے ان دونوں پر لعنت جائز قرار دیا ہے بلکہ امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں لیکن جمہور اہلِ سنت یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں سمجھتے

کیوں کہ ان کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہیں ہوا۔ (شرح شفاء ج ۲ ص ۵۵۶)

(۱۰) **مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی:** مولانا عبدالحی لکھنوی سے ایک سوال یزید کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کے حق میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ جواب میں وہ فرماتے ہیں:

''بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ جب یزید باتفاق تمام مسلمانوں کا امیر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ عنہ پر بھی واجب تھی لیکن ایسے لوگ نہیں جانتے کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کیسے امیر ہو سکتا تھا اور اس کی امارت پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہوا؟ صحابہ اور اولادِ صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی اور جنھوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری، ترکِ صلوٰۃ، زِنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ واپس آ کر انھوں نے بیعت کو فسخ کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ نہ وہ اس امر پر راضی تھا اور نہ قتل حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کے بعد وہ خوش ہوا۔ حالانکہ یہ قول بھی باطل ہے علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں۔ (ترجمہ) حق بات یہ ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر راضی تھا اور اس امر پر مسرور ہونا اور اہلِ بیت کی توہین کرنا معناً متواتر ہے اگرچہ اس کی تفصیلات درجۂ احاد میں ہیں۔'' بعض کہتے ہیں کہ قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کفار کے لیے مخصوص ہے ان لوگوں کی فطانت وذہانت کے کیا کہنے، ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ کفر تو ایک طرف فقط ایذائے رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا نتائج ہوں گے؟ بعض نے کہا کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ شاید کفر وارتکاب معصیت کے بعد توبہ کر لی ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ امام غزالی کا میلان احیاء العلوم میں اسی طرف ہے مگر مخفی نہ رہے کہ یہ توبہ اور معاصی سے رجوع ایک احتمال ہے ورنہ اس بدبخت نے اس امت میں جو کچھ کیا کسی نے نہیں کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کی اہانت اور قتل کے بعد اس نے اپنے لشکر کو مدینہ مطہرہ کی تخریب اور اہلِ مدینہ کے قتل کے لیے بھیجا۔ واقعہ حرہ میں تین روز تک مسجد نبوی بے اذان ونماز رہی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف لشکر روانہ کیا۔ جس کے نتیجے

IT.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

میں آخر کار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عین حرم مکہ میں شہید ہوئے۔ یزید ان ہی مشاغل میں منہمک رہا کہ مر گیا اور جہاں کو اپنے وجود سے پاک کر گیا۔ (مجموعہ الفتاویٰ ج ۳ ص ۸)

(۱۱) خاتم المحققین عمدۃ المفسرین مفتی بغداد علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یزید کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَاَنَا اَقُوْلُ الَّذِیْ یَغْلِبُ عَلٰی ظَنِّیْ اَنَّ الْخَبِیْثَ لَمْ یَکُنْ مُصَدِّقًا بِرَسَالَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ مَجْمُوْعَ مَا فَعَلَ مَعَ اَهْلَ حَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَهْلِ حَرَمِ نَبِیِّهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعِتْرَتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ وَمَا صَدَرَ مِنْهُ مِنَ الْمَخَازِیْ لَیْسَ بِاَضْعَفِ دَلَالَةً عَلٰی عَدَمِ تَصْدِیْقِهٖ مِنْ اِلْقَاءِ وَرَقَةٍ مِنَ الْمُصْحَفِ الشَّرِیْفِ فِیْ قَذَرٍ وَلَا اَظُنُّ اَنَّ اَمْرَهٗ کَانَ خَافِیًا عَلٰی اَجِلَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ اِذْ ذَاكَ وَلٰکِنْ کَانُوْا مَغْلُوْبِیْنَ مَقْهُوْرِیْنَ لَمْ یَسَعْهُمْ اِلَّا الصَّبْرَ لِیَقْضَی اللّٰهَ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا وَلَوْ سُلِّمِ انّ الْخَبِیْثَ کَانَ مُسْلِمًا فَهُوَ مُسْلِمٌ جَمَعَ مِنَ الْکَبَائِرِ مَا لَا یُحِیْطُ بِهٖ نِطَاقُ الْبَیَانِ وَاَنَا اَذْهَبُ اِلٰی جَوَازِ لَعْنِ مِثْلِهٖ عَلَی التَّعَیُّنِ وَلَوْلَمْ یَتَصَوّر اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ مِثْلٌ مِنَ الْفَاسِقِیْنَ وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَمْ یَتُبْ وَاحْتِمَالُ تَوْبَتِهٖ اَضْعَفُ مِنْ اِیْمَانِهٖ وَیُلْحَقُ بِهٖ ابْنِ زِیَادٍ وَابْنُ سَعْدٍ وَجَمَاعَةٌ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی اَنْصَارِهِمْ وَاَعْوَانِهِمْ وَشِیْعَتِهِمْ وَمَنْ مَّالَ اَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ مَا دُمَعَتْ عَیْنٌ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَیْنِ۔

ترجمہ: اور میں کہتا ہوں جو میرے گمان پر غالب ہے کہ وہ خبیث، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے والا نہیں تھا۔ بے شک اس کا مجموعی عمل جو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم پاک کے رہنے والوں کے ساتھ کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طیب وطاہر عترت یعنی اولاد کے ساتھ ان کی زندگی اور ان کی وفات کے بعد جو کچھ روا رکھا

اور جو کچھ اس سے ذلت آمیز افعال صادر ہوئے ہیں یہ زیادہ دلالت کرنے والے ہیں۔ اس کی عدم تصدیق پر اس شخص کے عمل سے کہ جس نے قرآن پاک کے اوراق کو نجاست میں پھینکا اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کا حال اس وقت کے جلیل القدر مسلمانوں پر مخفی تھا۔ لیکن وہ مغلوب اور مقہور تھے اور ان کے لیے سوائے صبر کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ (للیقضی اللہ امرا کان مفعولا) تاکہ تقدیر الٰہی پوری ہو کر رہے اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وہ خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا کہ اس نے اپنے لیے اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لیے تھے کہ احاطۂ بیان سے باہر ہیں اور میرے نزدیک یزید جیسے شخص معین لعنت کرنا جائز و درست ہے، اگرچہ اس جیسا کوئی فاسق بھی متصور نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے بھی کم زور ہے۔ یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی لاحق و شامل کیا جائے گا۔ پس اللہ عزوجل کی لعنت ہو ان سب پر اور جو بھی ان کی طرف مائل ہو قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہ پر آنسو بہائے۔ (تفسیر روح المعانی ج ص ٦٦)

(۱۲) بیہقی زمان حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ کَفَرَ یَزِیْدُ وَمَنْ مَّعَهٗ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ و انتصبوا العداوۃ اٰلِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقتلوا حُسَیْنًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه ظُلْمًا و کُفْرًا یزید بدینِ مُحَمَّد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انشَدَ اَبْیَاتًا حِیْنَ قَتَلَ حُسَیْنًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَضْمُوْنُهَا اَیْنَ اشیاخی ینظرون انتقامی بٰاٰلِ محمّد و بنی هاشم وَاٰخر الابیات۔ ے

وَلَسْتُ من جندب ان لم انتقم من بنی احمد

ما کان فعل و ایضا احل الخمر و قَالَ ے مُدَام کنز فی اناء کفضة

وَسَاقٍ کبد مع مدام کنجم و شمسه کرم یُرْجُها قَعْرَهَا وَمشرقها

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
IT.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

الساق و مغربها فمی فان حرمت یوما علی دینِ احمد فخذها علی دین المسیح بن مریم۔

ترجمہ: یزید اور اس کے ساتھیوں نے اس نعمت کا کفر کیا جو اللہ نے ان پر کی تھی۔ اور نبی ﷺ کی آل کی عداوت میں کھڑے ہوگئے اور انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم سے شہید کیا اور یزید نے دین محمد ﷺ کے ساتھ کفر کیا یہاں تک کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت پر اشعار کہے۔ ''کہاں ہیں میرے بزرگ کہ وہ میرا بدلہ لینا دیکھ لیں آلِ محمد اور بنی ہاشم سے'' اور آخری شعر یہ ہے ''میں جندب کی اولاد سے نہیں ہوں گا اگر میں احمد کی اولاد سے بدلہ نہ لوں جو کچھ انہوں نے کیا''۔ نیز اس نے شراب کو حلال کیا اور شراب کے بارے میں اس کے یہ اشعار ہیں۔ ''شراب کا خزانہ ایسے برتن میں ہے جو کہ مثل چاندی کے ہے اور انگور کی شاخ انگوروں سے لدی ہوئی ہے جو کہ مثل ستاروں کے ہے انگور کی بیل کی گہرائی آفتاب کے برج کے قائم مقام ہے اس آفتاب (شراب) کا مشرق ساقی کا ہاتھ ہے اور (شراب) کے غروب ہونے کی جگہ میرا منہ ہے۔ پس اگر یہ شراب دین احمد میں ایک دن حرام ہوئی ہے تو اے مخاطب! تو اس کو مسیح ابن مریم کے دین پر لے لے یعنی حلال سمجھ۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۱)

(۱۳) مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: یزید کے بارے میں امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلِ سنت فاسق، فاجر وجری علی الکبائر تھا۔ اس قدر پر ائمہ اہلِ سنت کا اطباق و اتفاق ہے صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ ج ۱۴ ص ۵۹۱ کتاب السیر)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ''(یزید کو) اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل ص ۱۷۲)

(۱۴) صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ: صدرالافاضل فرماتے ہیں:

''یزید وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہلِ بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور تا قیامت اس کا نام تحقیر سے لیا جائے گا۔ یہ بدباطن، سیاہ دل اور ننگ خاندان ۲۵ھ میں پیدا ہوا۔ نہایت موٹا تازہ، بدنما، کثیر الشعر، بدخلق، تندخو، فاسق و فاجر، بدکار، شرابی، ظالم اور گستاخ تھا۔ محرمات کے ساتھ نکلتا اور سود و منہیات کو بے دین نے علانیہ رواج دیا۔'' (سوانح کربلا ص ۷۳۔۷۴)

(۱۵) صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ: صدرالشریعہ فرماتے ہیں:

''عقیدہ (۱۶): یزید پلید فاسق و فاجر مرتکب کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول اللہ ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت ہے؟ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ''ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے۔'' ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی مستحق جہنم ہے۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلسنّت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت، یعنی ہم اسے فاسق و فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔ (بہار شریعت ج اوّل حصہ اوّل ص ۲۶۱)

(۱۶) مولانا اشرف علی تھانوی کا فتویٰ: ''یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہ نے جائز سمجھا، حضرت امام نے ناجائز سمجھا۔ اور گو اکراہ میں انقیاد جائز تھا مگر واجب نہ تھا اور مستمسک بالحق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔ شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں بس ہم اسی بنائے مظلومیت پر ان کو شہید مانیں گے۔ باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا، خصوص جب کہ حضرت امام آخر میں فرمانے بھی لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا، اس کو تو عداوت ہی تھی۔ چنانچہ امام حسن کے قتل کی بنا یہی تھی اور مسلط کی اطاعت کا جواز الگ بات ہے مگر مسلط ہونا کب جائز ہے خصوص نااہل کو۔ اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا۔ پھر اہلِ حل و عقد کسی کو خلیفہ بناتے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۵۱)

(۱۷) مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ: رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: ''یزید مومن تھا،

IT.DEPARTMENT SOUTUL AMLIYA

بسبب قتل کے فاسق ہوا‘‘ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۰)

دوسری جگہ فرماتا ہے:

’’لہٰذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں۔ مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم کر گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی وخوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردّد رکھتے ہیں کہ اوّل میں وہ مومن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا نہ ہوا۔ تحقیق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں لہٰذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی حق ہے پس جواز لعن وعدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے۔ اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیوں کہ اگر لعن جائز ہے تو لعن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت، نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۸)

(۱۸) مولانا قاری محمد طیب مہتمم سابع دارالعلوم دیوبند: قاری طیب فرماتا ہے:

’’بہر حال یزید کے فسق وفجور پر جب کہ صحابۂ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مبائعین ہوں یا مخالفین، پھر ائمۂ مجتہدین بھی متفق ہیں۔ اور ان کے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ہیتمی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعدالدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں۔ (شہید کربلا اور یزید۔ تنقیحات حکیم الاسلام ص ۳۲۱)

(۱۹) مولانا علی میاں ندوی سابق مہتمم ندوۃ العلماء لکھنو وصدر مسلم پرسنل لاء بورڈ ہند۔ مولانا علی میاں ندوی فرماتا ہے:

’’اسی طرح گروہ اہلِ سنت یزید بن حضرت معاویہ کو اس دورِ خیر و برکت میں

جماعتِ صحابہ اور صالحین امت پر حکومت کرنے کا مستحق نہیں سمجھتا اور ان کو (معتبر تاریخ وسیر کی روشنی میں) اس دین داری اور صلاح وتقویٰ کے معیار پر پورا اترتا ہوا نہیں پاتا۔ جو ایک مسلمان حاکم اور فرماں روا کے لیے (کم سے کم) اس عہد میں ضروری تھا۔ بلکہ ان کو بہت سے ایسے مشاغل وعادات کا مرتکب وعادی جانتا ہے جو شرعی حیثیت سے قابلِ تنقید ومذمت ہے۔ پھر انہیں کے عہد میں واقعۂ حرہ جیسا سنگین اور قابلِ شرم واقعہ پیش آیا جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں۔ یہی رائے امام احمد بن حنبل اور شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی ہے۔ دونوں نے سخت الفاظ میں یزید کی مذمت کی ہے۔ (حادثۂ کربلا کا پس منظر، ص ۱۱)

(۲۰) پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ استاد جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی وحال صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی۔ تحریر فرماتے ہیں:

’’یزید کی کردار سازی اور اسے حاکم برحق قرار دینا درحقیقت ملت اسلامیہ کے دلوں سے اسلام کی اور اہلِ بیت کی محبت وعظمت کو نکالنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ کون نہیں جانتا ہے کہ یزید کی ولی عہدی کے وقت سے اسلام کی تاریخ میں غیر شرعی موروثی نظام حکومت کا سلسلہ شروع ہوا اور اتنا دراز ہوا کہ ترکی خلافت کے خاتمے کے وقت ہی وہ ختم ہو سکا۔ یہ کون نہیں جانتا کہ واقعہ حرہ میں مدینہ میں انصار ومہاجرین پر جو قیامت ٹوٹی اس کا ذمہ دار بھی یزید تھا۔ جس نے تین روز تک شام کے لشکریوں کو یہ آزادی دے دی کہ جس کو چاہیں قتل کریں اور جس گھر کو چاہیں لوٹ لیں اور جس کی ناموس وعزت چاہیں تاراج کریں۔

(۲۱) بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی:

جماعت اسلامی کا بانی اور پہلا امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

’’یزید کے دور میں۔۔۔ تین ایسے واقعات ہوئے جنھوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔

پہلا واقعہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے۔ بلاشبہ وہ اہلِ عراق کی دعوت پر یزید کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے اور یزید کی حکومت انہیں برسرِ بغاوت

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

سمجھتی تھی۔ ہم اس سوال سے تھوڑی دیر کے لیے قطع نظر کیے لیتے ہیں کہ اصولِ اسلام کے لحاظ سے حضرت حسین کا یہ خروج جائز تھا یا نہیں۔ اگر چہ ان کی زندگی میں اور ان کے بعد صحابہ وتابعین میں سے کسی ایک شخص کا بھی یہ قول ہمیں نہیں ملتا کہ ان کا خروج ناجائز تھا اور وہ ایک فعلِ حرام کا ارتکاب کرنے جارہے تھے۔ صحابہ میں سے جس نے بھی ان کو نکلنے سے روکا تھا وہ اس بنا پر تھا کہ تدبیر کے لحاظ سے یہ اقدام نامناسب ہے۔ تاہم اس معاملہ میں یزید کی حکومت کا نقطۂ نظر ہی صحیح مان لیا جائے تب بھی یہ تو امر واقعہ ہے کہ وہ کوئی فوج لے کر نہیں جا رہے تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کے بال بچے تھے اور وہ صرف ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادے۔ اسے کوئی شخص بھی فوجی چڑھائی نہیں کہہ سکتا۔ ان کے مقابلہ میں عمر بن سعد بن ابی وقاص کے تحت جو فوج کوفہ سے بھیجی گئی تھی اس کی تعداد ۴ ہزار تھی۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ اتنی بڑی فوج اس چھوٹی سی جمعیت سے جنگ ہی کرتی اور اسے قتل کر ڈالتی۔ وہ اسے محصور کر کے بآسانی گرفتار کرسکتی تھی پھر حضرت حسین نے آخر وقت میں جو کچھ کہا تھا وہ یہ تھا کہ یا تو مجھے واپس جانے دو یا کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ یا مجھ کو یزید کے پاس لے چلو۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی نہ مانی گئی اور اصرار کیا گیا کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد (کوفہ کے گورنر) ہی کے پاس چلنا ہوگا۔ حضرت حسین اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہ تھے کیوں کہ مسلم بن عقیل کے ساتھ جو کچھ وہ کر چکا تھا وہ انھیں معلوم تھا۔ آخر کار ان سے جنگ کی گئی۔ جب ان کے سارے ساتھی شہید ہو چکے تھے اور وہ میدانِ جنگ میں تنہا رہ گئے تھے اس وقت بھی ان پر حملہ کرنا ہی ضروری سمجھا گیا اور جب وہ زخمی ہو کر گر پڑے تھے اس وقت ان کو ذبح کیا گیا۔ پھر ان کے جسم پر جو کچھ تھا وہ لوٹا گیا حتیٰ کہ ان کی لاش پر سے کپڑے تک اُتار لیے گئے اور اس پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔ اس کے بعد ان کی قیام گاہ کو لوٹا گیا اور خواتین کے جسم پر سے چادریں تک اُتار لی گئیں۔ اس کے بعد ان سمیت تمام شہدائے کربلا کے سر کاٹ کر کوفہ لے جائے گئے۔ اور ابنِ زیاد نے نہ صرف برسرِعام ان کی نمائش کی بلکہ جامع مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ **الحمدللہ الذی**

اظہر الحق واھلہ و نصر امیرالمؤمنین یزید و حزبه وقتل الکذاب الحسین بن علی و شیعیته۔ پھر یہ سارے سر یزید کے پاس دمشق بھیجے گئے، اور اس نے بھرے دربار میں ان کی نمائش کی۔

فرض کیجیے کہ حضرت حسین یزید کے نقطۂ نظر کے مطابق برسرِ بغاوت ہی تھے تب بھی کیا اسلام میں حکومت کے خلاف خروج کرنے والوں کے لیے کوئی قانون نہ تھا؟ فقہ کی تمام مبسوط کتابوں میں یہ قانون لکھا ہوا موجود ہے۔ مثال کے طور پر صرف ہدایہ اور اس کی شرح فتح القدیر، باب البغاۃ میں اس کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اس قانون کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ ساری کارروائی جو میدانِ کربلا سے لے کر کوفے اور دمشق کے درباروں تک کی گئی اس کا ایک ایک جز قطعاً حرام اور سخت ظلم تھا۔ دمشق کے دربار میں جو کچھ یزید نے کیا اور کہا، اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ لیکن ان سب روایتوں کو چھوڑ کر ہم روایت صحیح مان لیتے ہیں کہ وہ حضرت حسین اور ان کے ساتھیوں کے سر دیکھ کر آبدیدہ ہوگا اور اس نے کہا کہ ”میں حسین کے قتل کے بغیر بھی تم لوگوں کی طاعت سے راضی تھا۔ اللہ کی لعنت ہو ابن زیاد پر۔ خدا کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو حسین کو معاف کرتا“ پھر بھی یہ سوال لازماً پیدا ہوتا ہے کہ اس ظلم عظیم پر اس نے اپنے سر پھرے گورنر کو کیا سزادی؟ حافظِ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس نے ابن زیاد کو نہ کوئی سزادی، نہ اسے معزول کیا، نہ اسے ملامت ہی کا کوئی خط لکھا، اسلام تو خیر بدرجہا بلند چیز ہے یزید میں اگر انسانی شرافت کی بھی کوئی رمق ہوتی تو وہ سوچتا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے پورے خاندان پر کیا احسان کیا تھا اور اس کی حکومت نے ان کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

اس کے بعد دوسرا سخت المناک واقعہ جنگ حرہ کا تھا جو ۶۳ھ کے آخر اور خود یزید کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آیا۔ اس واقعہ کی مختصر روداد یہ ہے کہ اہلِ مدینہ نے یزید کو فاسق و فاجر اور ظالم قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا سربراہ بنالیا۔ یزید کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ المری

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

کو (جسے سلف صالحین مسرف بن عقبہ کہتے ہیں) ۱۲؍ ہزار فوج دے کر مدینہ پر چڑھائی کے لیے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہلِ شہر کو اطاعت قبول کرنے کی دعوت دیتے رہنا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرنا، اور جب فتح پالو تو تین دن کے لیے مدینہ کو فوج پر مباح کر دینا۔

اس ہدایت پر فوج کشی کی گئی۔ جنگ ہوئی۔ مدینہ فتح ہوا۔ اور اس کے بعد یزید کے حکم کے مطابق تین دن کے لیے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہر میں جو کچھ چاہے کرے۔ ان تین دنوں میں شہر کے اندر ہر طرف لوٹ مار کی گئی۔ شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا جس میں امام زہری کی روایت کے مطابق سات سو معززین اور دس ہزار کے قریب عوام مارے گئے اور غضب یہ ہے کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ عورتوں کی عصمت دری کی۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حتیٰ قیل انه حملت الف امرأة فی تلك الایام من غیر زوج (کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں زِنا سے حاملہ ہوئیں)

بالفرض اہلِ مدینہ کی بغاوت ناجائز ہی تھی مگر کیا کسی باغی مسلمان آبادی، بلکہ غیر مسلم باغیوں اور حربی کافروں کے ساتھ بھی اسلامی قانون کی رو سے یہ سلوک جائز تھا؟ اور یہاں تو معاملہ کسی اور شہر کا نہیں، خاص مدینۃ الرسول کا تھا، جس کے متعلق نبی ﷺ کے یہ ارشادات بخاری، مسلم، نسائی اور مسند احمد میں متعدد صحابہ سے منقول ہوئے ہیں کہ لا یرید احد المدینة بسوء الا اذابه الله فی النار ذوب الرصاص (مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے جہنم کی آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دے گا) اور من اخاف اهل المدینة ظلما اخافه الله و علیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیامة صرفا و لا عدلا (جو شخص اہلِ مدینہ کو ظلم سے خوفزدہ کرے اللہ اسے خوفزدہ کرے گا۔ اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے روز اللہ اس سے کوئی چیز اس گناہ کے فدیے میں قبول نہ فرمائے گا)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ انہی احادیث کی بنیاد پر علماء کے ایک گروہ نے یزید پر

لعنت کو جائز رکھا ہے اور ایک قول کی تائید میں امام احمد بن حنبل کا بھی ہے مگر ایک دوسرا گروہ صرف اس لیے اس سے منع کرتا ہے کہ کہیں اس طرح اس کے والد یا صحابہ میں سے کسی اور پر لعنت کا دروازہ نہ کھل جائے۔ حضرت حسن بصری کو ایک مرتبہ یہ طعنہ دیا گیا کہ آپ جو بنی امیہ کے خلاف خروج کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوتے تو کیا آپ اہلِ شام (یعنی بنی امیہ) سے راضی ہیں؟ جواب میں انھوں نے فرمایا ''میں اور اہلِ شام سے راضی ہوں؟ خدا ان کا ناس کرے، کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم کو حلال کر لیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا قتل عام کرتے پھرے۔ اپنے نبطی اور قبطی سپاہیوں کو اس میں سب کچھ کر گزرنے کی چھوٹ دے دی اور وہ شریف دین دار خواتین پر حملے کرتے رہے اور کسی حرمت کی ہتک کرنے سے نہ رکے۔ پھر بیت اللہ پر چڑھ دوڑے۔ اس پر سنگ باری کی اور اس کو آگ لگائی۔ ان پر خدا کی لعنت ہو اور وہ برا انجام دیکھیں۔''

تیسرا واقعہ وہی ہے جس کا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ذکر کیا ہے۔ مدینہ سے فارغ ہونے کے بعد وہی فوج جس نے رسول اللہ ﷺ کے حرم میں یہ اودھم مچایا تھا حضرت زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ پر حملہ آور ہوئی اور اس نے منجنیق لگا کر خانۂ کعبہ پر سنگ باری کی، جس سے کعبہ کی ایک دیوار شکستہ ہوگئی۔ اگرچہ روایات یہ بھی ہے کہ انہوں نے کعبہ پر آگ بھی برسائی تھی لیکن آگ لگنے کے کچھ دوسرے وجوہ بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ البتہ سنگ باری کا واقعہ متفق علیہ ہے۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۶۷ تا ۱۷۲ مطبوعہ ثمر آفسیٹ پرنٹرز۔ نئی دہلی۔ اشاعت بار ہشتم ۱۹۹۲ء۔ ناشر۔ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

یزید علمائے غیر مقلدین کی نظر میں

غیر مقلدوں کے اکابر نے بھی یزید کے فاسق و فاجر اور نااہل ہونے کا فتویٰ دیا ہے مگر آج کل کے وہابی غیر مقلد خود کو اپنے اکابروں سے بڑے عالم سمجھ کر یزید کو عادل اور جنتی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم اس کا فتویٰ پیش کرتے ہیں جس پر غیر مقلدین بلکہ تمام دنیائے وہابیت کی عمارت کھڑی ہے اور وہ ہیں ابن تیمیہ۔

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)
FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید کے بارے میں

ابن تیمیہ یوں رقم طراز ہے:

وَاَمَّا تَرَكَ مَحَبَّتَه فَلِاَنَّ الْمُحَبَّةَ الْخَاصَةَ اِنَّمَا تَكُوْنَ لِلنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَلَيْسَ وَاحِدًا مِنْهُمْ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَمَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ لَا يختار اَنْ يَكُوْنَ مَعَ يَزِيْدَ وَلَا مَعَ اَمْثَالِهِ مِنَ الْمُلُوْكِ الَّذِيْنَ لَيْسُوْا بِعَادِلِيْن۔

ترجمہ: اور یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء، صدیقین و شہداء وصالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ ''انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔'' اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۴، ص ۴۸۴)

نوابِ صدیق حسن خان کی نظر میں یزید:

نواب صدیق حسن خان بھوپالی جو غیر مقلدوں کا مجدد الوقت اور مجتہد العصر[1] ہے اپنی کتاب ''بغیۃ الرائد فی شرح العقائد[2]'' جو ''عقائد نسفیہ'' کی شرح ہے، یوں لکھتے ہیں:

''وبعضے براہ غلو وافراط درشان وے روند وگویند امارت او باتفاق مسلمانان شد و طاعت وے برامام حسین رضی اللہ عنہ واجب بود۔ وبخدا پناہ ازیں قول واعتقاد کہ وے باوجود امام

۱۔ نواب صاحب کے بارے میں غیر مقلدین کا مورخ ''عبدالرشید عراقی'' یوں رقم طراز ہے ''نواب صدیق حسن خان، ترجمان القرآن والحدیث برصغیر میں علمائے اہلِ حدیث کے سرخیل ہین ان کے قلم نے قرآن و حدیث کی جو خدمت کی ہے۔ اس کی مثال برصغیر میں نہیں ملتی۔ (برصغیر میں علمائے اہلِ حدیث کے علمی کارنامے۔ ص ۲۳۰)

۲۔ عبدالرشید عراقی نے مذکورہ بالا کتاب میں اس کتاب کا ذکر ''جدل ومناظرہ'' کی کتابوں میں کیا ہے دیکھیے صفحہ نمبر ۱۵۷

حسین امام وامیر شود۔ واتفاق مسلمانان کجا است۔ جمعے از صحابہ واولاد ایشان کہ در زمان آں پلید بودند انکارش کردند واز طاعت او بیروں رفتند۔ وبعضے از اہلِ مدینہ بعد دریافت حال خلع بیعت کردند۔

ووے تارک صلوٰۃ وشارب خمر وزانی وفاسق ومستحل محارم بود وبعضے بروے اطلق لعن کردہ مثل امام احمد وامثال ایشان، وابن جوزی لعن وے از سلف نقل نمودہ زیرا کہ وے وقت امر بقتل حسین کافر شد وکسے کہ قتل وے کرد یا امر بدان نمود بر جواز لعن وے اتفاق کردہ ان تفتازانی گفتہ حق آنست کہ رضائے وے بقتل حسین واستشار وے بدان واہانت نمودن اہلِ بیت متواتر المعنی است اگرچہ تفاصیلش احاد باشد فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ انتھی وبالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مرم وکارہائے کہ آں بے سعادت دریں امت کردہ از دست ہیچ کس ہرگز نیاید۔

بعد قتل امام حسین لشکر بتخریب مدینہ منورہ فرستاد وبقیہ صحابہ وتابعین را امر بقتل کرد د بالحاد درحرم مکہ وقتل عبداللہ بن زبیر پرداخت وہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ ورجوع او کجا است۔ (بغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص ۶۳)

ترجمہ: اور بعض لوگ یزید کے بارے میں غلو وافراط کا راستہ اختیار کرکے کہتے ہیں کہ اس کو تو مسلمانوں نے بالاتفاق امیر بنایا تھا لہٰذا اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ عنہ پر واجب تھی۔ اس بات کے زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ کی پناہ کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امام اور امیر ہو اور مسلمانوں کا اتفاق کیسا۔ صحابہ کی ایک جماعت اور ان کی اولاد کہ جو اس پلید کے زمانہ میں تھی ان سب نے اس کا انکار کیا اور اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے اور اہلِ مدینہ کے بعض حضرات کو جب اس کے حال کا پتہ چلا تو انھوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔

اور وہ تارکِ صلوٰۃ، شراب خور، زانی، فاسق اور محرمات کا حلال کرنے والا تھا۔ اور بعض علما جیسے کہ امام احمد اور ان جیسے دوسرے بزرگ ہیں اس پر لعنت کو روا رکھتے ہیں۔ حافظ

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

ابن جوزی نے سلف سے اس پر لعنت کرنے کو نقل کیا ہے۔ کیوں کہ جس وقت اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ قتلِ حسین پر یزید کی رضامندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اور اہلِ بیت نبوی کی اہانت کرنا یہ متواتر المعنی ہے۔ گو یا اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبارِ احاد سے ہو لہٰذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت وہ اور اس بارے میں اس کے اعوان وانصار پر بھی۔ (تفتازانی کا کلام یہاں ختم ہو گیا۔)

بہر حال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت ہے اور جو جو برے کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کیے ہیں وہ ہرگز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کے لیے لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت پامال کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے درپے ہو گیا۔ اور اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے چل بسا۔ اب اس کے توبہ کرنے اور باز آنے کا احتمال ہی کہاں رہا۔ (یزید کی شخصیت اہلِ سنت کی نظر میں)

یزید حافظ صلاح الدین یوسف کی نظر میں:

حافظ صلاح الدین یوسف جو غیر مقلدین کا مایہ ناز عالم ہے۔ یزید کی صفائی دینے کی بھر پور کوشش کی ہے لیکن اس کو بھی یہ ماننا پڑا کہ یزید نیک وصالح نہیں تھا بلکہ دوسرے جابر و ظالم حکمرانوں کی طرح وہ بھی ظالم و جابر اور دنیا دار (نہ کہ دین دار جیسے عبدالرؤف گلاب نے شیطانی قیاس لگایا دیکھیے مروان اور یزید ص ۳۳) بادشاہ تھا۔ موصوف یوں رقم طراز ہے۔

''رہا یہ مسئلہ کہ یزید، عبدالملک، منصور وغیرہ خلفاء نیک تھے یا بد؟ صالح تھے یا فاجر؟ تو علماء اہلسنّت نہ انہیں معصوم سمجھتے ہیں نہ ان کے تمام احکام و اعمال کو عدل و انصاف قرار دیتے ہیں۔'' (رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا ص ۶۸۔۶۹) آگے لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ یزید مسلمان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اور دنیادار خلفا میں سے ایک خلیفہ تھا۔ رہے حسین رضی اللہ عنہ تو بلا شبہ وہ اسی طرح مظلوم شہید ہوئے۔ جس طرح اور بہت سے صالحین۔ (رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا ص ۷۴)

یزید مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کی نظر میں

مولانا وحید الزمان حیدر آبادی جو غیر مقلدین کا بلند پایہ عالم دین ہے۔ جن کے بارے میں غیر مقلدین کا شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی لکھتا ہے۔''میں اپنی تمام مرویاتِ حدیث کی یعنی صحاح ستہ وغیرہ کی روایت کی اجازت مولوی وحید الزمان کو دیتا ہوں جو بڑے زیرک، نہایت روشن دماغ اور صاحب الرائے آدمی ہیں۔ (چالیس علمائے اہلِ حدیث ص ۱۰۲) یوں رقم طراز ہے:''حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ! ۶۰ھ ہجری مجھ کو مت دکھلانا۔ چھوکروں کی حکومت ۶۰ھ ہجری میں یزید خلیفہ ہوا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی۔ اور وہ ایک سال قبل ہی دنیا سے گزر گئے۔ تفتازانی نے کہا جس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا۔ یا آپ کے قتل کو جائز رکھا یا اس سے خوش ہوا وہ بالاتفاق ملعون ہے۔ اور یزید سے یہ باتیں بتواتر ثابت ہیں اس پر اور اس کے مددگاروں سب پر لعنت۔ (تیسیر الباری شرح صحیح البخاری، ج۹، ص ۱۳۲)

یزید کا انجام

حضرت سیدنا امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ کو اور ان کی نسل پاک کو ختم کرنے کی کوشش کر کے یزید پلید نے اپنی حکومت کو وسیع کرنے کی کوشش کی مگر اللہ رب العزت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یزید کی نسل ہی ختم کر دی اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسل پاک دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ اس طرح یزید پلید نے اس فانی دنیا کے لیے اپنا دین اور اپنی عاقبت برباد کر دی۔ بقول حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

بہر دنیا آں یزید ناخلف — دین خود کردہ برائے آن تلف
زال دنیا چوں در آمد نکاح — کرد بر خود خون آں سید مباح

I.T. DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA

FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG) FOR MORE VISIT OUR OFFICIAL SITE (WWW.TSAJK.ORG)

کہ اس نالائق یزید نے دنیا کے بدلے اپنے دین کو برباد کر دیا۔ دنیا کی بوڑھیاں جب اس کے نکاح میں آئیں تو اس نے سید یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کو اپنے اوپر حلال کرلیا۔

یزید تین سال اور آٹھ ماہ ظلم و جبر کی حکومت چلاتا رہا۔ آخر ۱۰/ربیع الاوّل (بقول اکبر شاہ نجیب آبادی) اور بعض کے نزدیک ۱۴/ربیع الاوّل یا ۱۵/ربیع الاوّل (بقول ابن کثیر) ۶۴ھ ہجری کو دمشق کے شہر حوارین میں بندر کے کاٹنے سے ہلاک ہوگیا۔ حافظ ابن کثیر نے یزید کی بیس اولاد کے نام بنام گنوا کر جن میں ۱۵ لڑکے اور ۵ لڑکیاں تھیں، پھر یہ تصریح (Explaination) کی ہے۔ **وقد انقرضوا کافة فلم یبق لیزید عقب والله سبحانه اعلم**۔ یعنی اور یہ سب ہلاک ہو چکے ہیں اور یزید کی کوئی اولاد باقی نہیں۔ **والله سبحانه اعلم** (البدایة والنهایة (عربی) ص ۲۴۲ ج ۴ الجزء الثامن ذکر اولاد یزید بن معاویة وعددهم۔ مطبوعہ دار الغدا الجدید القاهرة۔ المنصورة مصر۔ تاریخ ابن کثیر (اردو) ص ۳۰۰ حصہ ہشتم مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی پاکستان)

یزید بندر کے کاٹنے سے ہلاک ہوگیا:

حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ یزید کو بندروں سے بہت پیار تھا اور بندروں کے مرنے پر غم کرتا تھا۔ بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا اور ان کو لڑاتا تھا۔ اور اس کی موت کا باعث بھی بندر رہا۔

ان سبب موته انه حمل قردة و جعل ینفزها فعضته، یعنی اس (یزید) کی موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک بندر اٹھایا اور اسے نچانے لگا تو اس نے (بندر نے) اسے کاٹ لیا۔ (البدایة والنهایة ص ۲۴۲، ج ۴)

یزید کے ظلم کا انجام حافظ ابن کثیر کے قلم کی زبانی:

حافظ ابن کثیر یزید کے انجام کا ذکر یوں کرتے ہیں؛

فانه لم یمهل بعد وقعة الحرة وقتل الحسین الا یسرا حتی قصمه

الله الذی قصم الجبابرة قبله وبعده انه کان علیما قدیرا۔

ترجمہ: معرکہ حرہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد یزید کو ڈھیل نہ دی گئی حتیٰ کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا جس نے اس سے پہلے اور بعد بھی سرکشوں کو ہلاک کیا ہے۔ وہ بڑا علم والا قدرت والا ہے۔ (البدایة والنهایة، ج ۴، الجزء الثمان ص ۲۳۲)

اور ۶۳ھ ہجری کے واقعات میں یوں لکھتے ہیں:

وقد اراد بارسال مسلم ابن عقبة توطید سلطانه وملکه و دوام ایامه من غیر منازع، فعاقبه الله بنقیض قصده، فقصمه الله قاصم الجبابرة، واخذه اخذ عزیز مقتدر۔

ترجمہ: یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی بادشاہت اور سلطنت کو مضبوط کرنا چاہا تھا۔ اور اس کا خیال تھا کہ اب بلا نزاع کے اس کے ایام سلطنت کو دوام نصیب ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد کو الٹ کر اسے سزا دی۔ اس کی ذات عالی یزید کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگئی (یعنی یزید کی تمنا پوری نہ ہوسکی)۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا جو جابروں کو ہلاک کرنے والا ہے اور اس نے گلاب مقتدر کی طرح گرفت کی۔ (البدایة والنهایة، المجلد الرابع، الجزء الثمان ص ۲۳۰)

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید بدید

اقبال علیہ الرحمة

I.T.DEPARTMENT SOUTUL AWLIYA